ہفت روزہ

خدام الدین

لاہور

بنیاد گزار: شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی

شیرانوالہ دروازہ لاہور

۲۳ جمادی الثانی ۱۳۸۴ھ

۳۰ اکتوبر ۱۹۶۴ء

یکے از مطبوعات انجمن خدام الدین ۞ لاہور

۲۵

اَحَادِیثُ الرَّسُول صلی اللہ علیہ وسلم

عَنْ حُذَيْفَةَ بْنِ الْيَمَانِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَقُولُوا مَا شَاءَ اللهُ وَشَاءَ فُلَانٌ وَلٰكِنْ قُولُوا مَا شَاءَ اللهُ ثُمَّ شَاءَ فُلَانٌ

حضرت حذیفہ بن الیمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ بیان کرتے ہیں۔ کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے۔ کہ یوں مت کہا کرو۔ کہ جو اللہ تعالےٰ نے چاہا اور فلاں نے (یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم) چاہا۔ بلکہ یوں کہو کہ پہلے اللہ تعالےٰ نے چاہا اور اس کے بعد جو فلاں نے چاہا (ابوداؤد نے اسناد صحیح کے ساتھ اس حدیث کو روایت کیا ہے)

ف:- یعنی ایک ایمان دار کی زبان کو شرک کے موہم کلمات سے بھی احتراز کرنا چاہیے اور اس کے قلب و زبان پر صرف ایک اللہ رب العزت کی فاعلیت کا نقش ہونا چاہیے امام خطابی رحمتہ اللہ فرماتے ہیں کہ یہ حدیث اسلامی آداب سے متعلق ہے۔ اس لئے ادب یہ ہے کہ اللہ رب العزت کے اس مبارک کے برابر کسی کا ذکر بھی نہ آئے۔ پہلے ہر چیز کی نسبت اس کے نام کی طرف ہو پھر کسی اور کی طرف ہونی چاہیے واللہ اعلم

وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَّى الْعِشَاءَ فِي آخِرِ حَيَاتِهِ فَلَمَّا سَلَّمَ قَالَ أَرَأَيْتَكُمْ لَيْلَتَكُمْ هٰذِهِ فَإِنَّ عَلَى رَأْسِ مِائَةِ سَنَةٍ لَا يَبْقَى مِمَّنْ هُوَ عَلَى ظَهْرِ الْأَرْضِ الْيَوْمَ أَحَدٌ

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے۔ بیان کرتے ہیں۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی اخیر عمر میں (ایک دفعہ) ہم کو عشاء کی نماز پڑھائی پھر جب آپ سلام پھیر چکے تو ارشاد فرمایا کہ کیا تم کو آج کی رات کے متعلق معلوم ہے (مجھ کو بتلاؤ) جو لوگ اسوقت روئے زمین پر ہیں۔ آج کی رات سے سو برس کے اختتام تک ان میں سے کوئی باقی نہیں رہے گا۔ (بخاری ومسلم)

عَنْ أَبِي بَرْزَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَكْرَهُ النَّوْمَ قَبْلَ الْعِشَاءِ وَالْحَدِيثَ بَعْدَهَا

حضرت ابو برزۃ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ بیان کرتے ہیں۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عشاء کی نماز سے قبل سونے اور اس کے بعد (لغو) باتیں کرنے کو ناگوار سمجھتے تھے۔ (اس حدیث کو امام بخاری ومسلم نے ذکر کیا ہے)

وَعَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّهُمُ انْتَظَرُوا النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَجَاءَهُمْ قَرِيبًا مِنْ شَطْرِ اللَّيْلِ فَصَلّٰى بِهِمْ يَعْنِي الْعِشَاءَ قَالَ ثُمَّ خَطَبَنَا فَقَالَ أَلَا إِنَّ النَّاسَ قَدْ صَلَّوْا ثُمَّ رَقَدُوا وَإِنَّكُمْ لَنْ تَزَالُوا فِي صَلَاةٍ مَا انْتَظَرْتُمُ الصَّلَاةَ

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ بیان کرتے ہیں۔ کہ صحابہ کرام نے (ایک رات) نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا انتظار کیا تو آپ نصف رات کے قریب تشریف لائے۔ پھر سب کو عشاء کی نماز پڑھائی پھر ہم کو خطبہ دیا اور اس میں ارشاد فرمایا خبردار (اکثر) آدمیوں نے نماز پڑھ لی اور پھر وہ سو گئے۔ اور تم برابر نماز ہی میں رہوگے جب تک کہ تم نماز کا انتظار کرتے رہوگے (بخاری)

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا دَعَا الرَّجُلُ امْرَأَتَهُ إِلَى فِرَاشِهِ فَأَبَتْ فَبَاتَ غَضْبَانَ عَلَيْهَا لَعَنَتْهَا الْمَلَائِكَةُ حَتّٰى تُصْبِحَ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ جب کوئی شخص اپنی بیوی کو اپنے بستر پر (جماع کے لئے بلائے) اور بغیر کسی شرعی عذر کے انکار کردے اور شوہر اس پر غصہ کی حالت میں رات گزارے۔ تو صبح ہونے تک فرشتے اس پر لعنت کرتے رہتے ہیں (بخاری ومسلم) اور ایک روایت میں ہے یہاں تک کہ عورت اپنے شوہر کے پاس لوٹے۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَحِلُّ لِلْمَرْأَةِ أَنْ تَصُومَ وَزَوْجُهَا شَاهِدٌ إِلَّا بِإِذْنِهِ وَلَا تَأْذَنَ فِي بَيْتِهِ إِلَّا بِإِذْنِهِ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ کسی عورت کے لئے یہ چیز حلال نہیں ہے کہ وہ اپنے شوہر کی موجودگی میں اس کی اجازت کے بغیر روزہ رکھے اور نہ اس کے مکان میں بغیر اس کی اجازت کے کسی کو آنے کی اجازت دے (بخاری ومسلم)

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَمَا يَخْشَى أَحَدُكُمْ إِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ قَبْلَ الْإِمَامِ أَنْ يَجْعَلَ اللهُ رَأْسَهُ رَأْسَ حِمَارٍ أَوْ يَجْعَلَ اللهُ صُورَتَهُ صُورَةَ حِمَارٍ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے بیان کرتے ہیں۔ کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ کیا تم میں سے کوئی اس بات کا خوف نہیں رکھتا۔ کہ جب امام سے پہلے اپنا سر اٹھائے تو اللہ رب العزت اس کے سر کو گدھے کا سر بنادے۔ یا اس کی صورت کو اللہ تبارک و تعالےٰ گدھے کی صورت بنادے۔ (بخاری ومسلم)

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنِ الْخَصْرِ فِي الصَّلَاةِ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز میں پہلو پر ہاتھ رکھنے سے منع فرمایا ہے (بخاری و مسلم نے اس روایت کو ذکر کیا)

ایڈیٹر — ہفت روزہ — لاہور — سالانہ چندہ

مناظر حسین نظر

خُدّامُ الدِّین

۱۱ روپے
ششماہی
۶ روپے

فون نمبر ۶۷۵۴۵

جلد ۱۰ | ۲۳ رجمادی الثانی ۱۳۸۴ھ مطابق ۳۰ راکتوبر ۱۹۶۴ء | شمارہ ۲۴

انتخاب، ووٹ، ووٹر اور نمائندہ

(از غازی خدا بخش)

قارئین کرام کو یاد ہوگا کہ انہی کالموں میں قبل ازیں یہ بات احاطہ تحریر میں لائی گئی۔ کہ امام انقلاب حضرت مولانا عبید اللہ سندھیؒ جب اپنی پچیس سالہ جلاوطنی کا زمانہ گزار کر واپس وطن مالوف کو تشریف لائے تو ان سے سوال کیا گیا کہ حضرت! آپ مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ جیسی مقدس سرزمین کو کیوں چھوڑ آئے تو امام انقلابؒ نے ارشاد فرمایا" کہ اپنی قوم کو کتاب و سنت کی روشنی میں فلسفہ ولی الہٰی سمجھانے اور ووٹ کی اہمیت و قیمت سے آگاہ کرنے کے لئے آیا ہوں"

چنانچہ آج بھی ضرورت اس امر کی ہے کہ قوم کو کتاب و سنت کی روشنی میں ووٹ کی قیمت بتائی جائے۔

پاکستان ہمارا ایک اسلامی جمہوری ملک ہے۔ ہمیں ہر بات اسلامی نقطہ نگاہ سے پیش کرنی چاہئے۔ اس میں شک نہیں کہ ملک کو آزاد ہوئے تو سترہ سال گزر چکے لیکن ملک کی اکثریت تاحال غلامانہ ذہنیت رکھتی ہے۔

از غلامے لذت ایماں مجو
گرچہ باشد حافظ قرآں مجو (اقبالؒ)

غلام آدمی اگر قرآن حکیم کا حافظ بھی ہو جائے۔ تو پھر بھی اس سے ایمان کی لذت تلاش نہیں کرنا چاہئے۔ ایمان کی لذت تو ایک باعمل مرد حُر سے ہی حاصل ہوتی ہے

امام شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ نے قرآن و حدیث کو ایک اسلامی فلسفہ کے ذریعے پیش کیا ہے چنانچہ اس فلسفہ کے دو اجزا ہیں ان پر غور کریں۔ اور پھر دیکھیں کہ ہمارا ملک کس قدر ترقی پذیر ہے۔ اس فلسفے کی دو اجزا میں ۱ ایک جزو ہے۔ اقتراب اور دوسرا اقتصاد ہے۔

اقتراب کا مطلب ہے مخلوق کا اپنے خالق سے تعلق درست کرنا للٰہیت اور تقویٰ پیدا کرنا۔ خداوند تعالےٰ سے لَو لگانے کا جذبہ اپنے پیدا کرنا اُٹھتے بیٹھتے اللہ کو یاد کرنا تاکہ اس کے احکام کی کسی وقت بھی خلاف ورزی نہ ہونے پائے اس کے لئے مساجد کی تنظیم درکار ہے کیونکہ یہی سب سے بہتر جگہ ہے۔ انہی میں اللہ کو بہتر طریقے پر یاد کیا جاتا ہے اس کے مقابلے میں سینما ہیں۔ جہاں رقص و سرود ہے جو مخرب اخلاق ہے تو آئیے بنظر غائر دیکھیں کہ ہمارے پاکستان میں مسجدیں بارونق ہیں یا سینما زیادہ آباد ہیں جواب میں آپ کہیں گے۔ کہ مسجدیں تو مرثیہ خواں ہیں کہ نمازی نہ رہے اور سینما "امیروغریب" بڑناو پیر لی دلکشی کا سامان بنے ہوئے ہیں۔ تو معلوم ہوا۔ کہ پاکستان کی اقترابی حالت رُو بہ زوال ہے۔ ملکیت کا عروج نہیں بہیمیت زوروں پر ہے۔ شیطنت بڑھ رہی ہے خوف خدا کم ہو رہا ہے اسلام اور کفر کی ٹکر ہے۔ اسلام کی راہ اختیار کریںگے تو نجات پا جائیں گے۔

ایک طرف امریکہ کا نظام ہے تو دوسری طرف روسی نظام ہے۔ ہر دو لعنت نہ ہمیں امریکہ کا سرمایہ دارانہ نظریہ درکار ہے اور نہ روس کی ملحدانہ مساوات کارآمد ہے ہمارا تو ان دونو سے علیحدہ نظام ہے اور وہ ہے اسلام جو اعتدال کی راہ ہے نہ اس میں امیر زیادہ امیر ہوتا چلا جائے گا اور نہ غریب کو غریب تر کرنا مقصود ہے۔

قرآن حکیم میں ہے۔ کَیْ لَا یَکُوْنَ دُوْلَۃً بَیْنَ الْاَغْنِیَاءِ مِنْکُمْ (الحشر) تمہارے دولتمندوں میں ہی دولت نہ پھرتی رہے اور دوسری جگہ ہے کہ "حَقٌّ لِلسَّائِلِ والمحروم" تمہاری آمدنی میں سوالی اور مفلس کا بھی حق ہے۔ اُسے دو اور ضرور دو۔ لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰی تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ ط ہرگز نیکی میں کمال حاصل نہ کر سکوگے یہاں تک کہ اپنی پیاری چیز سے کچھ خرچ کرو۔

کیا تمہاری منصوبہ بندی سے امیر، امیر تر اور غریب، غریب تر ہوتا جارہا ہے

امام ولی اللہ محدث دہلویؒ کے فلسفے کا دوسرا جزو اقتصاد ہے کہ مالی اصلاح ہو جائے "ایسی مفلسی پیدا نہ ہو جائے۔ جو کفر کے درجے پر پہنچادے"

ہمیں ایسا انتخاب درکار ہے۔ جو ہمیں اسلام کی راہ پر چلائے خداوند تعالیٰ سے لَو لگ جائے اور مفلسی کی بجائے خوش حالی بھی پیدا ہو جائے یہی اسلام ہے

لہٰذا ہمارے قیمتی ووٹ کا صحیح حقدار وہی نمائندہ ہے۔ جو ان دونو حالتوں کا خیال رکھے اور یہی دونو باتیں اس کی اپنی زندگی میں عیاں ہوں۔ وہ واقعی صحیح اسلام کا دلدادہ ہو یہ ہے خدا لگتی بات اس کو قول سدید کہتے ہیں۔ انتخاب انصاف پر مبنی ہو۔ ووٹ کی اہمیت پر اس نقطہ نگاہ سے بھی غور کریں۔ کہ تم اپنے نمائندے کے ہر قول و فعل کے ذمہ دار ہوگے ایسا نہ ہو کہ تمہارا نامۂ اعمال اس کے کردار کی وجہ سے سیاہ ہو جائے۔ ہر ووٹر کو یہ بات ذہن نشین کرنی چاہئے کہ اس کا نمائندہ کسی حال میں بھی اسلام کو ہاتھ سے جانے نہ دے۔ وہ ہر آن اسلام کی تائید کرے اگر نمائندہ اچھا کام کریگا۔ تو ووٹر کے لئے بھی جزا ہے۔ اور اگر نمائندہ نے بُرا کام کیا اور قرآن کی صریح آیات کی مخالفت کی تو اس کی سزا اس کے ووٹر کو بھی ملے گی۔ اس لئے کہ چناؤ اور انتخاب کے وقت اس نے دیانتداری سے کام نہیں لیا اس نے غلط نمائندہ منتخب کیا یا تو اس نے رشوت لے لی ہے یا وہ اس کے عارضی رعب اور جاہ و حشم سے مرعوب ہوگیا ہے یا وہ برادری سے خوفزدہ ہو گیا ہے اور ووٹ کو غلط طور پر استعمال کیا ہے خداوند تعالیٰ ہمیں ایسی بد دیانتی سے محفوظ رکھے آمین

مجلس ذکر ۱۵ر جمادی الثانی ۱۳۸۴ھ مطابق ۲۲ر اکتوبر ۱۹۶۴ء

ذکر اللہ سے اپنی زبان تر رکھیں

حضرت مولانا عبید اللہ انور مدظلہ العالی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ وکفیٰ وسلام علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ۔ امابعد :۔

اللہ تعالیٰ کا لاکھ لاکھ دفعہ شکر و احسان ہے۔ کہ اُس نے ہمیں اپنے دروازے پر حاضر ہو کر اپنی یاد کی توفیق عطا فرمائی۔ اللہ تعالیٰ جسے چاہتے ہیں۔ اُسے اپنے دروازے پر بلاتے ہیں اور جسے نہیں چاہتے اُسے اپنے در سے دُور رکھتے ہیں۔ دنیا میں بھی بادشاہ اپنے مقبولوں اور دوستوں کو اپنے پاس بلاتے ہیں۔ اور اپنے دشمنوں اور باغیوں کو جیل میں ٹھونستے ہیں۔ حضرتؒ فرمایا کرتے تھے کہ جو لوگ اللہ تعالیٰ کے دربار میں حاضر ہو کر ذکر اللہ اور عبادت کرتے ہیں۔ پنجوقتہ نماز باقاعدگی سے ادا کرتے ہیں۔ وہ اللہ کے دوست اور مقبول ہیں۔ جن سے اللہ تعالیٰ ناراض ہیں۔ ان کو عبادت و ذکر اللہ کی توفیق ہی نہیں۔ دعا کرتے رہنا چاہیئے کہ اللہ تعالیٰ اپنی یاد کی مزید توفیق عطا فرمائے۔ اور خاتمہ ایمانِ کامل پر فرمائے۔

آج مسلمانوں کا لائحہ عمل اور پروگرام زندگی بالکل کافروں جیسا ہے جس طرح کافر کو حلال و حرام میں کوئی تمیز نہیں۔ نماز کی کوئی فکر نہیں اور سودی کاروبار سے کوئی پرہیز نہیں۔ اسی طرح مسلمان حرام خوری اور سودی کاروبار میں مبتلا ہے۔ مسلمان بھی نماز سے بے فکر اور خوفِ خدا سے محروم ہے۔

مسلمان اور کافر کی زندگی میں بہت بڑا فرق ہے۔ مسلمان کے پیشِ نظر اللہ کی رضا ہوتی ہے۔ اور کافر نفسانی خواہشات کی پیروی کرتا ہے۔ اگر آج مسلمانوں کے دلوں میں خوفِ خدا اور دوزخ کا ڈر ہوتا تو وہ نماز بالکل نہ چھوڑتے۔ زکوٰۃ باقاعدگی سے ادا کرتے۔ فضول خرچی کی بجائے غرباء و مساکین کی مدد کرتے۔ بے حیائی اور بدکاری کے اڈے، سینما، کلب وغیرہ میں بالکل نہ جاتے۔ لیکن افسوس کہ مسلمانوں میں بالکل خوفِ خدا نہیں رہا۔ سودی کاروبار میں اکثر مبتلا ہیں۔ اسی وجہ سے اُن کو عبادت کا شوق نہیں۔ حضرتؒ سے لوگ پوچھتے کہ حضرت! عبادت میں لطف نہیں آتا، دل متوجّہ نہیں ہوتا۔ تو حضرتؒ فرماتے کہ یہ سب حرام اور مشتبہ مال کھانے کا نتیجہ ہے۔ حرام مال کھانے اور پینے سے اوّل تو عبادت کا شوق ہی نہ ہوگا اگر ہو جائے تو وساوس و خطرات پیش آئیں گے اور خشوع خضوع نصیب نہ ہوگا جو اصل مقصودِ عبادت ہے

محترم حضرات! اپنے دلوں میں خوفِ خدا پیدا کریں۔ اُس کے لئے رزقِ حلال کھائیں۔ ذکر اللہ کثرت سے کریں۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے قوا انفسکم و اھلیکم نارًا۔ اپنے آپ اور اپنے اہل و عیال کو دوزخ کی آگ سے بچاؤ۔

حدیث شریف میں حضورؐ نے فرمایا کہ "اپنے گھروں کو قبرستان نہ بناؤ۔ ان کو اللہ تعالیٰ کے ذکر سے جیتا جاگتا اور روشن رکھو"۔ ان حالات میں آپ پہلے اپنی خود اصلاح کریں پھر گھر والوں کو نیکی کی طرف بلائیں۔ جو بے نماز ہیں ان کو نمازی بنائیں۔ اس کے بعد دوستوں اور محلہ داروں میں نیکی کی تبلیغ کریں۔

آج کئی لوگ ذکر اللہ اکٹھے مل کر کرنے کو بدعت قرار دیتے ہیں۔ حضرتؒ فرمایا کرتے تھے کہ ہم کسی کو مجبور نہیں کرتے اور نہ ہی مسلمانوں کے لئے ہم فرض قرار دیتے ہیں۔ کہ وہ ضرور مجلس ذکر میں شامل ہوں۔ ہمارا ذکر اللہ کرنا قرآن و حدیث سے ثابت ہے اصل بات یہ ہے کہ ان لوگوں کو خود ذکر کرنے کی توفیق نہیں۔ اور جو ذکر اللہ کرتے ہیں ان کو اس سے روکتے ہیں۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتے ہیں :۔

وَاذْكُرْ رَّبَّكَ كَثِيرًا وَّسَبِّحْ بِالْعَشِيِّ وَالْإِبْكَارِ۔ (سورہ آل عمران۔ رکوع ۴)

ترجمہ :۔ اور کثرت سے اپنے رب کو یاد کیا کیجئے۔ اور صبح و شام تسبیح کیا کیجئے۔

جب اللہ تعالیٰ حکم دیں کہ صبح و شام ذکر اللہ کریں۔ تو ہمارے شام کو مل بیٹھ کر ذکر کرنے سے یہ کیسے بدعت ہو گیا۔ ایک اور جگہ باری تعالیٰ فرماتے ہیں :۔

اَلَّذِيْنَ يَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ قِيَامًا وَّقُعُوْدًا وَّعَلٰى جُنُوْبِهِمْ وَيَتَفَكَّرُوْنَ فِيْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ هٰذَا بَاطِلًا سُبْحٰنَكَ فَقِنَا عَذَابَ النَّارِ (آل عمران۔ رکوع ۲۰)

ترجمہ :۔ وہ (عقلمند) ایسے لوگ ہیں جو اللہ تعالیٰ کو یاد کرتے ہیں۔ کھڑے بھی اور بیٹھے بھی۔ اور لیٹے ہوئے بھی۔ اور آسمانوں اور زمینوں کے پیدا ہونے میں غور کرتے ہیں۔ (اور غور کرنے کے بعد یہ کہتے ہیں) کہ ہمارے رب! آپ نے یہ سب بیکار تو پیدا کیا نہیں۔ ہم آپ کی تسبیح کرتے ہیں۔ آپ ہم کو عذابِ جہنم سے بچا لیجئے۔

ایک اور جگہ فرمان ہے :۔

فَاِذَا قَضَيْتُمُ الصَّلٰوةَ فَاذْكُرُوا اللّٰهَ قِيَامًا وَّقُعُوْدًا وَّعَلٰى جُنُوْبِكُمْ

(سورۃ نساء رکوع ۱۵)

ترجمہ :۔ جب تم نماز پوری کر چکو۔ تو اللہ کی یاد میں مشغول ہو جاؤ۔ کھڑے بھی بیٹھے بھی اور لیٹے بھی۔ یعنی کسی حال اور کسی وقت بھی۔ حتیٰ کہ جنگ میں بھی اس کی یاد اور اس کے ذکر سے غفلت کی اجازت نہیں۔

ان آیات کی روشنی میں ہم اپنے گریبانوں میں منہ ڈال کر دیکھیں کہ ہمارا کیا حال ہے ہم کتنی خشوع خضوع سے عبادت الٰہی کرتے ہیں۔ کتنے ہم میں پنجوقتہ کے نمازی ہیں۔ اللہ تعالیٰ اپنے مقبول بندوں کی نشانیاں فرماتے ہیں۔ کہ وہ ہر حال میں میری یاد کرتے رہتے ہیں اور ان کا حال یہ ہوتا ہے۔ کہ وہ ذکر، فکر اور عبادت کرنے کے بعد گھمنڈ نہیں کرتے۔ اللہ تعالیٰ پر احسان نہیں جتلاتے اور دعا کرتے رہتے ہیں کہ یا اللہ ہمیں دوزخ کے عذاب سے بچانا۔

حضرتؒ فرمایا کرتے تھے کہ قبر سے پہلے پہلے ہر وقت ایمان کے ضائع ہونے کا خطرہ ہے۔ اس لئے ایمان کی حفاظت بہت ہی ضروری ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔ کہ اپنی زبان کو ذکر اللہ سے تر رکھو۔ اور اپنے ایمان

(باقی ص۱۸ پر)

خطبہ جمعہ ۱۶ رجمادی الثانی ۱۳۸۴ھ بمطابق ۲۳ راکتوبر ۱۹۶۴ء

مسلمان فقط قرآن مجید کے احکام کی تعمیل سے ہی سربلند و سرفراز ہوسکتا ہے

حضرت مولانا عبید اللہ انور مدظلہ العالی

الحمد للہ وکفی وسلام علی عبادہ الذین اصطفٰی امابعد فاعوذ باللہ من الشیطن الرجیم بسم اللہ الرحمن الرحیم ۝

وَلَا تَهِنُوْا وَلَا تَحْزَنُوْا وَاَنْتُمُ الْاَعْلَوْنَ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ۝

(پ ۴ آل عمران آیت ۱۳۹)

ترجمہ۔ اور سست نہ ہو اور غم نہ کھاؤ اور تمہیں غالب رہوگے اگر تم ایمان دار رہو۔

اس آیت کریمہ میں مسلمانوں کو یہ پیغام دیا گیا ہے کہ اے مسلمانو سختیوں سے ناامید ہوکر گھبرا جانا تمہارا شیوہ نہیں۔ دیکھنا! دشمنانِ دین کے مقابلہ میں کمزوری نہ دکھانا آخری فتح تمہاری ہی ہے اور انجام کار تم ہی غالب رہوگے بشرطیکہ تم ایمان و یقین پر قائم رہے اور اللہ کے وعدوں پر پورا یقین رکھتے ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تابعداری میں ثابت قدم رہے۔

حاصل

یہ نکلا کہ ذلت و پستی سے نکلنے اور مصائب و آلام کے چکر سے نجات پانے کا ذریعہ فقط یہ ہے کہ مسلمان کا ایمان مضبوط ہو اور کتاب و سنت کو زندگی کے ہر گوشے میں مشعل راہ بنائے۔ دشمنانِ دین پر غلبہ حاصل کرنے کے لئے سب سے ضروری شرط ایمان کو قرار دیا گیا ہے۔ تعداد کی قلت و کثرت اور مادی اسباب و ذرائع ایمان کامل کے سامنے کوئی حیثیت نہیں رکھتے مذکورہ بالا حقیقت پر پورا ایمان و یقین رکھنے کے لئے قرآن مجید کے متعلق مندرجہ ذیل عقاید کا جان لینا ضروری ہے۔

(۱)

قرآن فرمان الٰہی ہے

ہر مسلمان قرآن مجید کے متعلق یہ عقیدہ رکھتا ہے کہ یہ اللہ تعالٰے کا فرمان ہے

اَلرَّحْمٰنُ ۝ عَلَّمَ الْقُرْاٰنَ ۝

(سورہ الرحمن رکوع ۱ پارہ ۲۷)

ترجمہ:۔ رحمن ہی نے قرآن سکھایا

ظاہر ہے جب یہ اللہ تعالٰے کا فرمان واجب الاذعان ہے تو اس میں کوئی کمی بیشی نہیں ہوسکتی۔ نہ اس میں شک و شبہ کی گنجائش ہی ہوسکتی ہے اور نہ ہی اللہ تعالٰے کا فیصلہ تبدیل ہوسکتا ہے۔

(۲)

قرآن مجید مسلمان کا ضابطۂ حیات اور دستور العمل ہے

قولہ تعالٰے:۔ اِتَّبِعُوْا مَآ اُنْزِلَ اِلَيْكُمْ مِّنْ رَّبِّكُمْ (سورہ الاعراف آیت ۲ پ ۸)

ترجمہ۔ جو چیز تمہارے رب کی طرف سے تم پر اتری ہے اس کا اتباع کرو۔

حاصل

قرآن مجید مسلمان کے لئے اللہ رب العزت کی طرف سے بھیجا ہوا مکمل ضابطۂ حیات اور دستور العمل ہے اور اس پر اُسے بے دھڑک عمل کرنا چاہئے۔

(۳)

قرآن مجید ڈرنے والوں کے لئے نصیحت ہے

مَآ اَنْزَلْنَا عَلَيْكَ الْقُرْاٰنَ لِتَشْقٰٓى ۝ اِلَّا تَذْكِرَةً لِّمَنْ يَّخْشٰى ۝

(سورہ طٰہٰ رکوع ۱ پارہ ۱۶)

ترجمہ۔ ہم نے تم پر قرآن اس لئے نازل نہیں کیا کہ تم تکلیف اٹھاؤ بلکہ اس شخص کے لئے نصیحت ہے جو ڈرتا ہے۔

نتیجہ

یہ نکلا کہ قرآن مجید اللہ تعالٰے کا خوف رکھنے والوں کے لئے نصیحت ہے

(۴)

قرآن عزیز سب سے سیدھا راستہ سُجھاتا ہے

اِنَّ هٰذَا الْقُرْاٰنَ يَهْدِيْ لِلَّتِيْ هِيَ اَقْوَمُ (بنی اسرائیل پ ۱۵ رکوع ۱)

ترجمہ:۔ بے شک یہ قرآن وہ راہ بتاتا ہے جو سب سے سیدھی ہے۔

(۵)

قرآن مجید شفاء اور رحمت ہے

وَنُنَزِّلُ مِنَ الْقُرْاٰنِ مَا هُوَ شِفَآءٌ وَّرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ

(بنی اسرائیل رکوع ۹ پ ۱۵)

ترجمہ:۔ اور ہم قرآن میں ایسی چیزیں نازل کرتے ہیں کہ وہ ایمانداروں کے حق میں شفاء اور رحمت ہیں۔

(۶)

قرآن مجید آسانی سے سمجھ میں آسکتا ہے

وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْاٰنَ لِلذِّكْرِ فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ ۝

(القمر رکوع ۱ پارہ ۲۷)

ترجمہ:۔ اور البتہ ہم نے تو سمجھنے کے لئے قرآن کو آسان کر دیا پھر کوئی ہے کہ سمجھے۔

حاصل

یہ ہے کہ اگر کوئی شخص قرآن مجید کو سمجھنا چاہے تو اس کے مضامین آسانی سے سمجھ میں آسکتے ہیں۔ ہر شخص اپنے اپنے فہم کے مطابق اس سے فائدہ اٹھا سکتا ہے۔ اس کے علاوہ دنیا میں اور کوئی کتاب ایسی نہیں جس میں یہ حسن اور کمال ہوں۔

برادران اسلام! یہ بات ہرگز نہ بھولئے کہ جس طرح اللہ تعالٰے کی ذات بے نظیر ہے۔ اسی طرح اُس کی صفات بھی بے نظیر ہیں۔ کلام اللہ حق تعالٰے شانہٗ کی صفات میں سے ایک صفت ہے۔ اس کے بے نظیر

ہونے کو کئی طریقوں سے ثابت کیا جاسکتا ہے ۔ اُن میں سے ایک یہ ہے ۔ کہ کہ یہ مقدس کتاب بچے، بوڑھے، جاہل، عالم، رعایا، راعی، امت اور پیغمبر سب کے لئے یکساں مفید اور ہر ایک لئے مکمل دستور العمل ہے ۔ حضرت رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے ۔ کہ اس کی مثال میٹھے پانی کے ایک دریا کی ہے ۔ جس میں سے ہر شخص اپنی پیاس بجھا سکتا ہے ۔ پس ہمیں چاہیئے کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے طریق پر چل کر اس چشمۂ صافی سے پوری طرح فیضیاب ہوں ۔

صحابۂ کرام کا نصاب تعلیم فقط قرآن تھا

محترم حضرات! آپ جانتے ہیں کہ اللہ تعالٰی نے قرآن مجید میں باشندگان عرب کو اُمّی (ان پڑھ) کے نام سے ذکر کیا ہے ان ان پڑھوں یا ناخواندہ انسانوں کو فقط قرآن مجید ہی کی تعلیم دی گئی تھی ۔ چنانچہ اسی تعلیم کی برکت اور مکتب نبوت کی تربیت کا نتیجہ تھا ۔ کہ اُن میں وہ خوبیاں اور کمالات پیدا ہوگئے تھے ۔ جن کی نظیر دنیا کی آنکھوں نے پہلے کبھی بھی نہیں دیکھی تھی اور اس کے بعد آج تک دنیا میں نظر نہیں آتی ۔ اور قیامت تک نظر آئے گی حق تعالٰی خود اُن کے بے نظیر ہونے کی شہادت دے رہے ہیں

كُنْتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَتُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ ۗ وَلَوْ آمَنَ أَهْلُ الْكِتَابِ لَكَانَ خَيْرًا لَهُمْ ۚ مِنْهُمُ الْمُؤْمِنُونَ وَأَكْثَرُهُمُ الْفَاسِقُونَ ○ (آل عمران رکوع ۱۲ پارہ ۴)

ترجمہ ۔ تم سب امتوں میں سے بہتر ہو جو لوگوں کے لئے بھیجی گئیں ۔ اچھے کاموں کا حکم کرتے ہو اور بُرے کاموں سے روکتے ہو اور اللہ پر ایمان لاتے ہو اور اگر اہل کتاب ایمان لے آتے ۔ تو ان کے لئے بہتر تھا ۔ کچھ اُن میں سے ایماندار ہیں اور اکثر اُن میں سے نافرمان ہیں

حضراتِ محترم!

ہمارا ایمان ہے کہ قرآن مجید میں آج بھی وہی تاثیر موجود ہے جو آج سے پونے چودہ سو سال پہلے تھی ۔ اور اس قرآن مجید پر عمل کرنے والوں کے لئے آج بھی ان تنصروا اللہ ینصرکم (اگر تم اللہ کے دین کی مدد کروگے تو وہ تمہاری مدد کرے گا) کا اعلان واجب الاذعان موجود ہے ۔ اگر آج ہم صحابۂ کرام کی طرح اس پر عمل کریں تو اللہ تعالٰی کی وہی رحمتیں ہم پر نازل ہوسکتی ہیں اور تمام اقوام عالم پر وہ اخلاقی اور سیاسی فوقیت حاصل ہوسکتی ہے ۔ جو صحابۂ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو اللہ تعالٰے کے فضل سے حاصل ہوئی تھی ۔ لیکن ہائے افسوس کہ ہم نے قرآن کا دامن چھوڑ دیا ہے ۔ اور اسی لئے پستی و ذلت کے عمیق گڑھے میں گرے ہوئے ہیں ۔ شاعر مشرقی نے اس حقیقت حال کو ان الفاظ میں پیش کیا تھا ؎

وہ معزز تھے زمانے میں مسلماں ہوکر
اور تم خوار ہوئے تارک قرآں ہوکر

مسلمانوں کی ذلت کے دو بڑے سبب

برادران اسلام!

قرآن مجید فرقان حمید کی روشنی میں آپ کی موجودہ ذلت کے دو بڑے سبب ہوتے ہیں ۔ یا تو آپ کا قرآن مجید پر ایمان نہیں ہے ۔ اور اگر ہے تو آپ کا عمل ایمان کے مطابق نہیں ہے اور آپ عمل اس کی اس کی مخالفت کر رہے ہیں ۔ یہی وجہ ہے کہ آپ قرآن مجید کی برکات سے مستفیض نہیں ہو رہے اور اس ذلت میں مبتلا ہو گئے ہو ۔

یاد رکھیئے

اللہ رب العزت کے فرمان واجب الاذعان کی روشنی میں اس ذلت سے نجات حاصل کرنے کا واحد علاج سنت نبوی کے مطابق قرآن مجید کے احکام کی تعمیل ہے ۔ اور یہی وہ نسخۂ کیمیا ہے جو آپ کو شفایاب کرکے اقوام عالم میں سربلند و سرفراز کر سکتا ہے ۔ وما علینا الا البلاغ

بقیہ ارشادات مجلس ذکر صکا سے آگے

کا اثر نہیں ہوتا ۔

قوت قلبی حرام اور مشتبہ مال کھانے سے پیدا ہوتی ہے اور نا اہلوں کی صحبت سے بھی یہ پیدا ہوتی ہے ۔ طبیب روحانی آتا ہے ، تو اس کا علاج کرتا ہے ۔ اگر دل کے اندر کوئی ایسا حصہ ابھی باقی ہے ۔ جس کے اندر حس ہے ، تو مناسب علاج اور پرہیز سے سختی نکل جاتی ہے اور اگر سارا دل ہی سخت ہو چکا ہو ۔ تو پھر اس کا علاج نہیں ہو سکتا ۔ وہ تو مسخ ہو چکا ۔

طبیب روحانی ان کاموں سے پرہیز کراتا ہے ۔ جو دل کو سخت کرنے والے ہوں ۔ اور ان کاموں کا حکم دیتا ہے جو دل کو نرم کرنے والے ہوں ۔ وہ حرام خوری سے روک دیتا ہے ۔ ملازمت پیشہ ہے ۔ تو رشوت نہ لے ۔ تجارت پیشہ ہے ۔ تو سود کا کاروبار نہ کرے ، اور جھوٹ نہ بولے ، تطفیف نہ کرے یعنی کم نہ دے ۔ غرض حرام اور مشتبہ مال سے بچے ۔ اس کے ساتھ وہ ذکر الٰہی سکھاتا ہے ۔ اس طرح دل نرم ہو جاتا ہے ۔

علماء اتنے وعظ کرتے ہیں ، اور تقریریں سناتے ہیں ۔ لیکن اثر اس لیے نہیں ہوتا کہ حرام کھا کھا کر دل سخت ہو چکے ہیں ۔

۴ مارچ ۱۹۴۸ء جمعرات

تعلقاتِ ناسوتی کی مدہوشی

لوگوں پر تعلقاتِ ناسوتی کا کلوروفارم چڑھ جاتا ہے ۔ تو فکر عاقبت نہیں رہتی کوئی مکان کی محبت میں مست ہے ۔ کسی کو خوبصورت بیوی مل گئی تو وہ اسی پر فدا ہے ۔ جیسے لڑکیاں کپڑوں کی گڑیوں سے کھیلتی ہیں ۔ انہیں بناتی سنوارتی ہیں ۔ اسی طرح یہ گوشت کی گڑیا سے کھیلتا ہے اور اسے ہی بنانے سنوارنے میں لگا رہتا ہے ۔ کوئی بال بچوں کی محبت میں مگن ہے اور خدا کو بھولے ہوئے ہے ۔

اس مدہوشی سے نکالنے کے لیئے اللہ والے آتے ہیں ۔ بیعت کا مطلب ہی یہی ہے ۔ کہ یہ مدہوشی دور ہو جائے اور خدا نہ بھولنے پائے ۔ اگر ساری عمر مدہوش رہے تو آخر مرنے کے بعد قبر میں آنکھیں کھلیں گی ۔ لیکن اس وقت ہوش آنا بے کار ہے ۔

مرنے کے بعد مکان تو یہیں رہ جائے گا ۔ جس سے بڑی محبت تھی ۔ بیوی بھی جلدی بھول جائے گی ۔ بچے بھی ایک دو دن رو کر کھیلنے لگ جائیں گے ۔ یہ سب بے وفا ہیں ۔ انہی کی خاطر خدا کو بھولے ہوئے تھے ۔ لیکن مرنے کے بعد یہ کام نہیں آئے ۔

انسان کے لئے عبادت کا حکم

★ —— غلام حسین

عابد صرف انسان ہے

باقی تمام مخلوق ذاکر و شاغل ہے

یٰٓاَیُّھَا النَّاسُ اعْبُدُوْا رَبَّکُمُ الَّذِیْ خَلَقَکُمْ وَالَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِکُمْ لَعَلَّکُمْ تَتَّقُوْنَ ۝ اَلَّذِیْ جَعَلَ لَکُمُ الْاَرْضَ فِرَاشًا وَّالسَّمَآءَ بِنَآءً وَّاَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاَخْرَجَ بِهٖ مِنَ الثَّمَرٰتِ رِزْقًا لَّکُمْ فَلَا تَجْعَلُوْا لِلّٰهِ اَنْدَادًا وَّاَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ۝

(پارہ ۱ - سورۃ البقرۃ - آیت نمبر ۲۱، ۲۲)

ترجمہ: اے لوگو! اپنے رب کی عبادت کرو جس نے تمہیں پیدا کیا اور انہیں جو تم سے پہلے تھے تاکہ تم پرہیزگار ہو جاؤ۔ جس نے تمہارے لیے زمین کو بچھونا اور آسمان کو چھت بنایا اور آسمان سے پانی اُتارا۔ پھر اس نے تمہارے کھانے کے لیے پھل نکالے سو کسی کو اللہ کا شریک نہ بناؤ حالانکہ تم جانتے بھی ہو۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے لوگوں کو حکم دیا ہے کہ اپنے رب کی عبادت کرو جس نے تم کو اور جس قدر تم سے پہلے ہو چکے ہیں سب کو معدوم سے موجود کیا۔ اس ناس کے لفظ میں مومن، کافر، منافق، ادنیٰ اعلیٰ، امیر اور غریب، ہر کس و ناکس شامل ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد میں تمام عالم میں ہر طرف مخلوق پرستی کے بادل چھا رہے تھے۔ خصوصًا مکہ مکرّمہ میں بُت پرستی بڑے زوروں پر تھی۔ اور لوگوں کی اکثریت الحاد و دہریت کی وادی ضلالت میں حیران و سرگردان تھی۔ نہ عالم کی ابتدا کو مانتے تھے نہ انتہا کو تسلیم کرتے تھے۔ نہ عالم کے بانی کے وجود کا اقرار کرتے تھے اور نہ آخرت میں اپنے اعمال کی جزا اور سزا کے معتقد تھے۔ ایسی حالت میں ان کے شکوک رفع کیے بغیر اپنی عبادت کا حکم دینا اور اپنی ذات و صفات کا ثبوت پیش نہ کرنا مفید نہ تھا۔ اس لیے اللہ تعالیٰ نے یہ حکم نہیں دیا کہ میری عبادت کرو یا خدا کی عبادت کرو، بلکہ یوں فرمایا کہ اپنے رب یعنی پرورش کرنے والے کی عبادت کرو۔ اور یہ ایک جبلّی بات ہے کہ جس سے طاعت یعنی مقصود ہو اس کو اپنی نعمتیں اور احسانات یاد دلائے جاتے ہیں تو اس وقت خود بخود اس ولی النعمت کی اطاعت کو دل چاہتا ہے۔ اس لیے اُعْبُدُوْا رَبَّکُمْ کے بعد حق تعالیٰ نے اپنی نعمتیں اور احسانات یاد دلائے ہیں۔

چند روپے دے کر بازار سے ایک غلام خریدا جائے یا قلیل تنخواہ پر کسی کو گھر میں ملازم رکھا جائے تو اس پر کیا کیا حقوق و فرائض اس کے مالک کی طرف سے عائد ہوتے ہیں چہ جائیکہ مالک حقیقی جس نے انسان کو زندگی عطا فرمائی۔ احسن تقویم میں پیدا کیا۔ ہاتھ، پاؤں، ناک اور کان وغیرہ مناسب اعضا دیئے۔ قوت گویائی، شنوائی عطا کی۔ ہم ماں کے پیٹ میں تھے تو اس وقت بھی اللہ تعالیٰ کی ربوبیت ہمارے ساتھ تھی۔ دنیا میں آئے تو ہماری خوراک کے لیے ماں کی چھاتیوں میں دودھ پیدا کر دیا۔ جب ذرا بڑے ہوئے تو اناج اور طرح طرح کے پھلوں سے ہماری تواضع کی۔ دنیا میں ہماری ضروریاتِ زندگی کے سارے سامان مہیّا کیے۔ غرضیکہ اس مالکِ حقیقی نے ہر حالت میں حق ربوبیت ادا کیا۔ کیا اللہ تعالیٰ جو اس قدر عظمت و قدرت رکھتا ہے، مستحق عبادت نہیں ہے؟ کیا اللہ تعالیٰ کی ان لاتعداد نعمتوں اور بے شمار احسانات کی موجودگی میں ہمارا فرض نہیں ہے کہ ہم بھی اُس کے سامنے اپنی عبودیت کا اظہار کریں؟

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے انسان کو اپنی ذات کی طرف توجہ دلائی ہے کہ اس نے اس کو نیست سے ہست کیا۔ جب وہ اپنے حالات میں غور کرے گا تو دیکھے گا کہ میں اس دنیا میں ہمیشہ سے نہیں ہوں نہ ہی خود بخود بن گیا ہوں بلکہ میرا وجود اور اس کے اعضاء یہ سب کچھ کسی اور کا عطا کیا ہوا ہے۔ جب اپنے قویٰ باطنہ اور ظاہرہ میں غور کریگا تو جہالت کا پردہ اُٹھ جائے گا اور چشم بصیرت سے دیکھنے پر انسان کو ممکنات سے بالا تر ایک واجب الوجود نظر آئے گا جس کے وجود کے سامنے جملہ وجودات نیست ہیں چہ جائیکہ کوئی اس کا کوئی شریک ہو۔

بخدا غیر خدا در جہاں چیزے نیست

دوسری مخلوق میں نظر و استدلال کرکے مقصود تک پہنچنے کی نسبت اپنے اندرونی و بیرونی حالات اور ظاہری باطنی صفات میں غور کر کے بارگاہِ مقصود تک رسائی بہت سہل ہے۔ اس کے علاوہ جب انسان اپنے جیسے لاکھوں اور کروڑوں انسانوں کا خیال کرے گا جو اس سے پہلے دنیا میں آئے اور چلے گئے، صفحۂ ہستی سے ان کا نام و نشان مٹ گیا، کسی کو ان کا نام تک یاد نہیں ہے۔ انسان غور کریگا کہ وہ کہاں سے آئے تھے، کیوں آئے تھے، کہاں چلے گئے اور کیوں چلے گئے، اور اب جو آ رہے ہیں اور جا رہے ہیں کہاں جاتے ہیں۔ کیا کوئی دوسرا جہاں ہے جہاں یہ سب لوگ جمع ہوں گے۔ کیا بے اختیار ہی آئے اور بے اختیار ہی چلے گئے۔ اس کتاب قدرت کے مطالعہ کے بعد پردۂ راز کھل جاتا ہے اور یقین ہو جاتا ہے کہ اس دنیا میں انسان کو اکتساب حسنات و سعادت کے لیے بھیجا گیا تھا۔ اس لیے یٰٓاَیُّھَا النَّاسُ اعْبُدُوْا رَبَّکُمْ کا حکم اس قادر کریم کی عین حکمت ہے۔

اس کے بعد حق تعالیٰ نے اپنی ربوبیت کے تین نشان بتائے ہیں۔ اوّل یہ کہ اللہ تعالیٰ نے زمین کو تمہارے لیے فرش بنایا اور اس کو قابلِ سکونت بنی آدم بنایا۔ نہ پانی کی طرح نرم بنائی اور نہ پتھر کی طرح سخت، کہ اس پر نباتات ہی نہ اُگ سکیں۔ تمہاری خوراک کے لیے اس پر طرح طرح کے اناج اور پھل وغیرہ اُگائے۔ پھر آسمان کو چھت بنایا جو تمہارے اوپر ایک نیلگوں گنبد بنا ہوا ہے جس میں ہزارہا سیارے چاند اور سورج وغیرہ کس صنعت سے دَورے کر رہے ہیں جن کو دیکھ کر عقل حیران رہ جاتی ہے۔ پھر آسمان سے پانی اتارا جس کے ذریعہ انسانی اور حیوانی خوراک کے لیے طرح طرح کی چیزیں پیدا کیں۔ ان تمام چیزوں میں غور کرنے سے عقل دنگ رہ جاتی ہے اور زبانِ حال سے پکار اٹھتی ہے کہ خدایا! اسباب کا یہ سارا سلسلہ تیرے ہی قبضۂ قدرت میں ہے تو جس طرح چاہتا ہے ان میں تصرف کرتا ہے اور جو چاہتا ہے کرتا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے اپنے تین اوصاف بیان کیے ہیں:

۱- مخلوقات کا پیدا کرنا

۲- آسمان کو چھت اور زمین کو فرش بنانا

۳- کھانے کے لیے طرح طرح کے اناج اور پھل پیدا کرنا۔

کیا کوئی اور ہستی ہے جس میں یہ صفات پائی جاتی ہیں؟ یقینًا نہیں۔ جس میں یہ صفات نہ پائی جائیں وہ رب کیسے ہو سکتا ہے اور جو

رب نہیں ہو سکتا وہ قابل عبادت بھی نہیں ہو سکتا۔

ایسے خدا کو چھوڑ کر پھر کسی دوسرے کو معبود بنانا جو نہ خالق ہو نہ رازق۔ نہ نفع پہنچا سکے اور نہ نقصان۔ کس قدر حماقت ہے اور جہالت ہے۔ عبادت بندہ اور خالق کے درمیان ایک عجیب رابطہ ہے اس لیے ضروری ہے کہ یہ رابطہ کسی دوسری ہستی کے ساتھ پیدا نہ کیا جائے۔ اسی لیے اللہ تعالیٰ نے معبود کی شناخت بھی بیان کر دی کہ تمہارا رب وہ ہے کہ جس نے تم کو اور تم سے پہلوں کو پیدا کیا۔ آسمان کو تمہارے لیے خیمہ بنا دیا اور زمین کو فرش کہ لوگ اس پر رہتے ہیں اور بیٹھتے ہیں پھر اس زمین پر آباد کر کے تمہاری خوراک کے لیے سامان مہیا کیے، اوپر سے پانی برسایا اور زمین سے رنگ برنگ کے پھل اور پھول اور اناج پیدا کیے۔ اس لیے اُسی کی عبادت کرو۔ اس کے سوا کسی دوسرے کے سامنے سر عبودیت نہ جھکاؤ۔

اب رہا یہ سوال کہ عبادت کس طرح کرنی چاہیئے؟ یہ ہمیں معلوم نہ تھا۔ عبادت کا طریقہ بتانے کے لیے حق تعالیٰ نے انبیاء علیہم السلام کے ذریعہ ہدایات نازل کیں اور انہوں نے اللہ تعالیٰ کے احکام کا عملی نمونہ ہمارے سامنے پیش کر دیا۔ اگر ہر شخص اپنی مرضی کے مطابق کوئی طریقہ وضع کر لیتا تو خدا تک رسائی ناممکن تھی۔ اللہ تعالیٰ کی عبادت کا صحیح طریقہ وہی ہو سکتا ہے جو اللہ تعالیٰ خود مقرر کرے، جو اللہ تعالیٰ کے مقرر کردہ طریقہ کے علاوہ کوئی اور ذریعہ تلاش کرے گا وہ قرب الٰہی حاصل نہیں کر سکتا۔ جن باتوں کو اللہ تعالیٰ نے پسند فرمایا ہے اور جن کو ناپسند فرمایا ہے ان میں انتیاز کرنا لازم ہے۔ اگر کوئی اس فرق کو اڑا دے تو یقیناً وہ دائرہ اسلام سے خارج ہے۔ جو شخص اس انتیاز کو ختم کر دے وہ اپنے مولا کی مرضی کے تابع ہونے کی بجائے اپنے ہوائے نفس کا پیرو ہو جائے گا اور تباہ ہو جائے گا۔

عبادت صرف نماز، روزہ، حج اور زکوٰۃ کے ادا کرنے کا نام نہیں ہے بلکہ خالق کے حقوق کے ساتھ ساتھ مخلوق کے حقوق ادا کرنا بھی لازمی اور ضروری ہیں۔ الغرض ہر وہ بات جس کے کرنے کا اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے اس کا کرنا اور جس سے منع فرمایا ہے اس سے باز رہنا عبادت ہے۔

عبادت کی ضرورت کیا ہے اور اُس کا فائدہ کیا ہے؟ اللہ تعالیٰ نے عبادت کا مقصد اور اس کا فائدہ خود ہی بیان فرما دیا ہے:

لَعَلَّکُمْ تَتَّقُوْنَ تاکہ تم پرہیزگار بن جاؤ۔ انسان جب اپنے روح اور جسم سے اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ ہوتا ہے اور اس کے سامنے سر عجز و نیاز جھکاتا ہے تو اس کی روح پر انوار الٰہی کی چمک پڑتی ہے۔ اور انسان میں تقویٰ پیدا ہوتا ہے۔ اور سعادت ابدی حاصل ہوتی ہے۔ جس طرح لوہا آگ میں رکھنے سے گرم ہو جاتا ہے، پھول کو کپڑے میں رکھا جائے تو وہ خوشبو سے معطر ہو جاتا ہے۔ اسی طرح ہر مؤثر کا متاثر پر اثر ہوتا ہے۔ انوار الٰہی کا بھی انسان کی روح پر اثر پڑتا ہے۔ انسان میں تقویٰ کی صفت پیدا ہو جاتی ہے، دل میں خوفِ خدا پیدا ہو جاتا ہے جو برائی سے روکتا ہے اور نیکی کی رغبت پیدا کرتا ہے۔ غرضیکہ انسان صحیح معنوں میں انسان بن جاتا ہے۔ خدا کے خوف کے بغیر انسان اور حیوان میں کوئی تمیز باقی نہیں رہتی۔

انسان کی پیدائش کا مقصد

وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِیَعْبُدُوْنِ ٥ (پارہ ۲۷ سورۃ الذاریٰت آیت ۵۶)

ترجمہ: اور میں نے جن اور انسان کو جو بنایا ہے تو صرف اپنی بندگی کے لیے۔

ذرّوں سے لے کر ستاروں تک کی ساری دنیا انسان کے لیے پیدا کی گئی ہے۔ کائنات کی کوئی چیز بھی اللہ تعالیٰ نے بیکار نہیں پیدا کی۔ ہر ایک چیز کی پیدائش کا کوئی نہ کوئی مقصد ہے جس چیز پر بھی نظر ڈالی جائے وہ انسان کی خدمت میں مصروف نظر آئے گی اور اس میں انسان کا کوئی نہ کوئی فائدہ ضرور ہو گا۔ لیکن انسان ان میں سے کسی ایک کے لیے بھی پیدا نہیں کیا گیا۔ انسان کی تخلیق کا مقصد ان سب کی تخلیق سے بالکل جداگانہ اور مختلف ہے۔ انسان صرف عبودیت کی تکمیل کے لیے پیدا کیا گیا ہے۔ تمام مظاہر قدرت کو اس کی غلامی میں اس لیے لگایا گیا ہے کہ وہ اپنی تخلیق کا مقصد سمجھے۔ جس قادر و قیوم نے ہر چیز کو انسان کی خدمت میں لگا رکھا ہے اسی کو اپنا مالک و مختار سمجھے اور اسی کے سامنے اپنی عبودیت کا اظہار کرے۔

ایمان و عمل کے کمال کا نام عبدیت یا غلامی ہے۔ یعنی خدا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہر بات کو بے چون وچرا ماننا اور اس پر عمل کرنا اور اپنی خواہش و مرضی کو فنا کر دینے کو عبدیت یا غلامی کہا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے ساتھ ہمارا حقیقی غلامی کا تعلق ہے۔ انسانی غلامی سے تو آدمی آزاد بھی ہو سکتا ہے۔ لیکن خدا کی غلامی کا طوق تو ہماری گردن سے کبھی بھی نہیں اتر سکتا۔ انسان کو بھیجا ہی اس لیے گیا ہے کہ عبدیت حاصل کرے اور اس کے حاصل کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ اپنے ہر فعل و عمل میں اپنے مالک کے اوامر و نواہی کو مدِنظر رکھے۔ یعنی جس کام کا حکم دیں اس کو کرے اور جس کام سے منع کریں، اس سے باز آ جائے۔ یعنی اپنے آپ کو اللہ تعالیٰ کے سپرد کر دے وہ جس طرح چاہیں اس میں تصرّف کریں۔

انسان کی گردن میں حق تعالیٰ کی غلامی کا طوق پڑا ہوا ہے۔ غلام کی کوئی خدمت معین نہیں ہوتی۔ مثلاً باورچی کے ذمہ کھانا پکانے کی خدمت سپرد ہوتی ہے۔ دھوبی کے ذمّہ کپڑے دھونا۔ بازار سے سودا وغیرہ لانا کسی اور کے ذمّہ ہوتا ہے۔ جو نوکر جس خدمت کے لیے ملازم رکھا گیا ہے اس سے وہی کام لیا جاتا ہے۔ لیکن غلام سے جو خدمت آقا چاہے لے سکتا ہے۔ اسی طرح جن و انس کے سوا تمام مخلوق کی اطاعت معیّن ہے۔ ہر چیز کے ذمہ ایک خاص کام مقرر ہے۔ اس کے سوا کوئی دوسرا کام اس سے نہیں لیا جاتا۔ لیکن انسان کی کوئی خدمت مقرر نہیں ہے چنانچہ ایک وقت میں انسان کا سونا بھی عبادت ہے اور ایک وقت میں پاخانہ پھرنا بھی عبادت ہے۔ مثلاً جماعت تیار ہو اور پاخانہ کی حاجت ہو تو اس وقت پیشاب وغیرہ سے فراغت حاصل کرنا واجب ہے اور نماز پڑھنا ممنوع ہے، اس وقت بیت الخلاء جانا ہی عبادت ہے۔ عبد شدن صرف انسان ہی کے لیے ہے۔ باقی تمام مخلوق ذاکر و شاغل ہے مگر عابد صرف انسان ہی ہے۔ لہٰذا انسان کسی کام کو بھی اپنے لیے تجویز نہیں کر سکتا۔ مالک کے ہر حکم کی تعمیل کرے جو کھلائے کھالے جو پہنائے پہن لے۔ فراخی میں شکر کرے اور تنگی ہو تو حرفِ شکایت زبان پر نہ لائے اس طرح اپنی عبدیت کی شان پر دھبہ نہ لگنے دے۔ آخری دم تک حق تعالیٰ کی عبادت میں مصروف رہے۔

وَاعْبُدْ رَبَّکَ حَتّٰی یَاْتِیَکَ الْیَقِیْنُ ٥

(باقی صفحہ ۱۳ پر)

ایم عبدالرحمٰن لودھیانوی شیخوپورہ

سورۂ حجرات مدنیہ ۴۹

پارہ چھبیس کے بارہ احکام

اللہ تعالیٰ نے اس سورۃ میں تمدن کے متعلق وہ احکام بیان فرمائے ہیں۔ کہ جن سے قوت اعوانیہ و طاقت اجتماعیہ جو باہمی محبت پر مبنی ہے۔ قائم رہے اللہ تعالیٰ امتیوں کو اپنے نبیؐ کے اداب سکھاتا ہے۔ کہ تمہیں اپنے نبی کی توقیر و عزت کرنی چاہیے۔ تمام کاموں میں خدا اور رسولؐ کے پیچھے رہنا چاہیے اتباعِ رسول کی خُو ڈالنی چاہئے۔

اول حکم

یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تُقَدِّمُوْا بَیْنَ یَدَیِ اللّٰہِ وَ رَسُوْلِہٖ وَاتَّقُوا اللّٰہَ پ ۲۶ ع ۱۳

(ترجمہ) (اے ایمان والو!) اللہ اور اُس کے رسول سے پیش قدمی نہ کیا کرو۔ اور اللہ سے ڈرتے رہا کرو۔

اللہ کے رسولؐ کے آگے نہ بڑھو۔ اللہ کا لفظ اس لئے ذکر کیا۔ کہ رسولُ اللہ کا نائب ہے۔ اُس کی گستاخی اللہ کی گستاخی اور اُس کی تعظیم اللہ کی تعظیم ہے۔ کسی بات میں آنحضرتؐ کے سامنے جلدی نہ کرو بلکہ تابع رہو۔ آپ کے سامنے کسی کام میں سبقت نہ کرو۔

دوسرا حکم

لَا تَرْفَعُوْٓا اَصْوَاتَکُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِیِّ پ ۲۶ ع ۱۳

(ترجمہ) نبی کی آواز سے اپنی آواز بلند نہ کیا کرو۔

مطلب یہ ہے۔ کہ پست آواز اور نرمی سے بات کیا کرو۔ کیونکہ اپنے سردار کے سامنے غل مچانا زور سے باتیں کرنا نہ صرف گستاخی بلکہ بد تہذیبی ہے۔ مہذب لوگ پست آواز سے باتیں کیا کرتے ہیں ثابت بن قیس اس آیت کے نازل ہونے کے بعد غمگین ہو کر گھر میں بیٹھ رہے نبیؐ نے دریافت کیا۔ انہوں نے بتلایا کہ میری آواز بلند ہے ایسا نہ ہو کہ میرے اعمال برباد ہو جائیں اور میں جہنمی ہو جاؤں

تیسرا حکم

وَلَا تَجْهَرُوْا لَهٗ بِالْقَوْلِ كَجَهْرِ بَعْضِكُمْ لِبَعْضٍ اَنْ تَحْبَطَ اَعْمَالُكُمْ (پ ۲۶ ع ۱۳)

ترجمہ۔ اور نہ ہی رسول سے بلند آواز سے بات کیا کرو جیسا کہ تم ایک دوسرے سے کیا کرتے ہو۔ کہیں تمہارے اعمال برباد نہ ہو جائیں۔

دوسرے حکم میں مطلقاً آواز بلند کرنے کی ممانعت تھی۔ خواہ آنحضرتؐ سے خواہ کسی اور سے یہاں خاص آنحضرتؐ سے بات کرنے کا ادب سکھایا گیا۔

جو لوگ نبی کے سامنے پست آواز سے بات کرتے ہیں۔ اُن کے دل پرہیزگاری کے لئے خاص و ممتاز کئے ہیں۔ اُن کے دلوں میں تقویٰ اُن کے مغفرت اور اجر عظیم ہے صحابہ خصوصاً خُلفائے اربعہ اس صفت سے موصوف تھے۔

حُجرات سے مراد ازواج مُطہرات کے مکان ہیں۔ جو لوگ آپؐ کو حجروں کے باہر سے پکارتے ہیں۔ وہ اکثر بے عقل ہیں۔

اقرع بن حابس نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اس طرح پکارا تھا۔ یا محمد اُخرج اِلینا (اے محمد ہماری طرف باہر آ) اگر وہ صبر کرتے تو اُن کے لئے بہتر تھا۔ اے نبی آپ خود بخود نکل کر اُن کے پاس آجاتے

چوتھا حکم

اِنْ جَآءَكُمْ فَاسِقٌۢ بِنَبَاٍ فَتَبَيَّنُوْٓا

(ترجمہ) اگر کوئی فاسق تمہارے پاس کوئی خبر لائے۔ تو جانچ لیا کرو۔

یہ نہیں کہ جو کسی سے سُن لیا یقین کر لیا اور اُس پر کاربند ہو گئے۔ کیونکہ ایسے حالات میں باہم لڑانے کے لئے بہت سے جھوٹے افسانے چغلخور بنا لیا کرتے ہیں ان پر یقین کر کے کسی سے لڑ پڑے یا رنجیدہ ہو کر اُن کے برخلاف کر بیٹھے۔ تو پھر دریافت کرنے پر ندامت اُٹھانی پڑے

مُفسرین نے اس آیت کا شان نزول بیان کیا ہے۔ امام احمد وغیرہ نے نقل کیا ہے کہ حارث بن ضرار خزاعی کو نبیؐ نے زکوٰۃ کا مُحصّل متعین کر کے اُس کی قوم میں بھیجا۔ ابان نے اُس میں خلل اندازی کر دی تب نبیؐ نے ولید بن عقبہ کو وصول کرنے کے لئے بھیجا۔ اُس نے آکر جھوٹ مُوٹ کہدیا کہ حارث مقابلہ میں آیا اور مجھے قتل کرنے پر آمادہ ہو گیا اس بات کو سُن کر ایک لشکر تیار ہو کر حارث کے مقابلہ کو چلا اُدھر وہ آنحضرتؐ کی خدمت میں زکوٰۃ لئے آرہا تھا راستہ میں لشکر سے ملا دریافت کرنے پر حیران ہوا۔ پھر سب آنحضرتؐ کے پاس واپس آئے حارث نے قسم کھائی کہ میں نے ہرگز ایسا نہیں کیا۔

لیکن اس آیت میں عام حکم ہے

اس بات سے لوگوں کے دل میں خیال پیدا ہوتا ہو گا۔ کہ ہماری بات اور خبر نہیں مانی جاتی نہ ہماری رائے اور تدبیر کی پابندی ہوتی ہے۔ اور انسان کی یہ طبعی فطرت ہے کہ وہ دوسرے کو اپنے قول کا تابع اور اپنی خواہش کا پابند کرنا چاہتا ہے۔

مگر اے صحابہؓ! تم ایسے بداندیش نہیں ہو۔ کہ رسولؐ کو اپنی مرضی کے تابع کر کے بے ایمانی، نافرمانی اور بدکاری کے رویّہ کو پسند کرو۔ اللہ نے تمہارے ایمان کو تمہاری طبیعت کے پسند کر دیا ہے۔ اور کفر و بدکاری اور نافرمانی سے تم کو نفرت دلا دی ہے اس لئے تم دل سے رسول کی اطاعت کو پسند کرتے ہو۔

پانچواں حکم

وَاِنْ طَآئِفَتٰنِ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ اقْتَتَلُوْا فَاَصْلِحُوْا بَيْنَهُمَا پ ۲۶ ع ۱۴

(اور اگر مسلمانوں کی دو جماعتوں یا دو شخصوں میں لڑائی ہو جائے تو باہم صلح کرا دو) صلح کو نہ مان کر اگر پھر ایک فریق دوسرے پر چڑھائی کرے تو چڑھائی کرنے والوں سے قتال کرو۔ یہاں تک کہ یہ چڑھائی کرنے والے اللہ کے حکم کی طرف رجوع کریں۔ پس جب رجوع کریں جنگ سے باز آئیں۔ تو چھوڑ دو اور باہم صلح کرا دو۔ اور عدل و انصاف ملحوظ رکھو۔ کسی کی قلت و کثرت۔ اور زور و شور کو نہ دیکھو

اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ اِخْوَةٌ فَاَصْلِحُوْا بَيْنَ اَخَوَيْكُمْ (پ ۲۶ ع ۱۳)

ترجمہ۔ بے شک ایماندار سب بھائی بھائی

ہیں۔ اُن سب کا ایک روحانی باپ ہے یعنی رسول کریمؐ۔ اپنے دو بھائیوں میں صلح کرا دو۔ اور اللہ سے ڈرو۔ کسی کو اشتعال نہ دلاؤ۔ نہ لڑانے کی باتیں کرو۔ نہ کسی کی رعایت کرو۔ ان باتوں میں اللہ سے ڈرو تاکہ تم پر اُس کی مہربانی ہے۔ اور اتفاق پر قائم رہنا بھی خدا کی بڑی مہربانی ہے۔ جس کے دنیا و آخرت میں صدہا عمدہ نتیجے اور میٹھے پھل ہیں۔

چھٹا حکم

لَا یَسْخَرْ قَوْمٌ مِّنْ قَوْمٍ الخ (پ ۲۶ ع ۱۴)

کوئی کسی سے تمسخر نہ کرے۔ مذاق مخول کرنا باہمی عداوت کی جڑ ہے۔ ممکن ہے کہ وہ لوگ جن کو تم ٹھٹھا کرتے ہو تم سے بہتر ہوں۔ نہ ہی کوئی عورت کسی دوسری عورت سے تمسخر کرے کیا معلوم کہ وہی اس سے خدا کے نزدیک بہتر ہو۔

ساتواں حکم

وَلَا تَلْمِزُوْٓا اَنْفُسَكُمْ (پ ۲۶ ع ۱۴)

اور نہ ہی کوئی کسی کو طعنہ دے۔ طعنہ زنی بھی دل دکھانے والی چیز ہے۔ جس سے اتفاق و محبت میں فرق آجاتا ہے اور اَنْفُسَكُمْ کے لفظ میں اس طرف اشارہ ہے کہ تم بنی آدم ایک ہو دوسرا شخص جن کو تم طعنہ دیتے ہو۔ وہ بمنزلہ تمہارے نفس کے ہے بوجہ اُخوت انسانی یا اُخوت اسلامی کے۔

آٹھواں حکم

وَلَا تَنَابَزُوْا بِالْاَلْقَابِ (پ ۲۶ ع ۱۴)

کسی کو چڑانے والے ناموں سے نہ پکارو۔

کسی کو لنگڑا، اندھا، بھینگا، کانا، لُولا وغیرہ بُری صفات سے یاد کرنا نہیں چاہیے۔ خواہ دراصل اُس میں اوصاف موجود ہوں۔

جس نام کو انسان اپنے لئے مکروہ سمجھے اس سے دوسرے کا نامزد نہ کیا جائے بِئْسَ الِاسْمُ الْفُسُوْقُ بَعْدَ الْاِيْمَانِ (پ ۲۶ ع ۱۴)

ایمان لانے کے بعد بُرے فسق اور بُرائی کے ناموں سے یاد کرنا بُری بات ہے۔ اور جو کوئی ایسے ناموں کے لینے سے باز نہ آئے۔ تو وہی ظالم۔ گنہگار اور دل دکھانے والا ہے۔

نواں حکم

اِجْتَنِبُوْا كَثِيْرًا مِّنَ الظَّنِّ (پ ۲۶ ع ۱۴)

ترجمہ۔ اے ایمان والو! بدگمانیوں سے بچو، یہ بدگمانی بھی فساد کی جڑ ہے۔ بعضوں کو یہ مرض ہوتا ہے۔ کہ ہر بات میں اور ہر ایک کی نسبت اُن کو بُرا ہی خیال پیدا ہوتا ہے۔ جس سے بڑی بڑی خرابیاں پیدا ہوتی ہیں۔ جب تک کوئی وجہ معقول نہ ہو۔ کیوں بدگمانی کی جائے اس بدگمانی سے گھر برباد ہوگئے ہیں

اِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ اِثْمٌ (پ ۲۶ ع ۱۴)

بعض گمان گناہ ہیں ایسی بدگمانیوں سے انسان گنہگار ہو جاتا ہے۔

دسواں حکم

وَلَا تَجَسَّسُوْا۔ اور کسی کی عیب جوئی بھی نہ کرو۔ کسی کے عیب دریافت کرنا اور اُن کی تفتیش نہ کرنی چاہیے کیونکہ اس میں سراسر بُرائی ہے۔ نبیؐ نے فرمایا ہے۔ کہ اگر تم مسلمانوں کے عیب ڈھونڈنے کے درپے ہوگئے۔ تو کام خراب ہو جائے گا۔ مسلم نے روایت کی ہے کہ نبی نے فرمایا ہے۔ کہ جو کوئی کسی کی پردہ پوشی دنیا میں کرے گا۔ خدا اس کی پردہ پوشی آخرت میں کرے گا۔

گیارھواں حکم

وَلَا يَغْتَبْ بَّعْضُكُمْ بَعْضًا (پ ۲۶ ع ۱۴)

کوئی کسی کی غیبت یا بدگوئی نہ کرے صحیح مسلم میں ایک حدیث ہے۔ کہ نبیؐ نے پوچھا۔ تم جانتے ہو کہ غیبت کیا ہے۔ لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ اللہ اور اللہ کا رسول ہی جانتا ہے۔ فرمایا اپنے بھائی کی وہ بات کرنی جو اُس کو بُری معلوم ہو۔ کسی نے عرض کیا اگر دراصل وہ بات اس میں پائی جاتی ہو تو پھر کیا؟ فرمایا۔ یہی تو غیبت ہے۔ اگر وہ بات اس میں نہ ہو پھر تو وہ بہتان ہے۔

بھلا کوئی مردہ بھائی کا گوشت کھانا پسند کرتا ہے؟ نہیں اللہ سے ڈرو توبہ کرو۔ وہ توبہ قبول کرنے والا مہربان ہے۔ غیبت سے باہمی عداوت بھی پیدا ہوتی اس کی بُرائی احادیث میں بکثرت موجود ہے

بارھواں حکم

يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اِنَّا خَلَقْنٰكُمْ مِّنْ ذَكَرٍ وَّاُنْثٰى (پ ۲۶ رکوع ۱۴)

اے لوگو! ہم نے تم سب کو ایک مرد (آدم) اور ایک عورت (حواؑ) سے پیدا کیا۔

تم سب کی ایک ذات ہے اور ایک نسب ہے۔ پھر تمہارے قبیلے اور جتھے جدا جدا کر دئیے پہچان کے لئے، نہ نسب پر فخر کرنے کے لئے کیونکہ نسب تو سب کا ایک ہے۔ اب یہ فخر کی چیز نہیں بلکہ پرہیزگاری کے لئے، اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰىكُمْ (ترجمہ) اللہ کے نزدیک تم میں سے عزت والا وہ ہے جو پرہیزگار ہے۔

نسب پر فخر نہ کیا کرو۔ کیونکہ یہ بھی باہمی نفرت و نفاق اور عداوت کا سبب ہے

؎ بندۂ عشق شدی ترک نسب کن جامی
کہ دریں راہ فلاں ابن فلاں چیزے نیست

(تفسیر حقانی)

دوسری تفسیر عثمانی

اس سُورۃ میں مسلمانوں کو نبی کریمؐ کے آداب و حقوق اور آپنے مسلمانوں بھائیوں کے ساتھ برادرانہ تعلقات قائم رکھنے کے طریقے سکھلائے ہیں اور یہ کہ مسلمانوں کا جماعتی نظام کن اُصول پر کاربند ہونے سے مضبوط و مستحکم رہ سکتا ہے۔ اور اگر کبھی اس میں خرابی اور خلل پیدا ہو تو اس کا علاج کیا ہے؟ تجربہ شاہد ہے کہ بیشتر نزاعات و مناقشات خود رائی اور غرض پرستی کے ماتحت وقوع پذیر ہوتے ہیں۔ جس کا واحد علاج یہ ہے۔ کہ مسلمان اپنی شخصی رایوں اور غرضوں کو کسی ایک بلند معیار کے تابع کر دیں۔ ظاہر ہے کہ اللہ و رسولؐ کے ارشادات سے بلند کوئی معیار نہیں ہو سکتا ایسا کرنے میں خواہ وقتی و عارضی طور پر کتنی ہی تکلیف اٹھانا پڑے۔ لیکن اس کا آخری انجام یقینی طور پر دارین کی سُرخروئی اور کامیابی ہے۔

اللہ اور رسولؐ کی سچی فرمانبرداری اور تعظیم اُسی وقت میسر ہو سکتی ہے۔ جب خدا کا خوف دل میں ہو اگر دل میں ڈر نہیں تو بظاہر دعوئے اسلام نباہنے کے لئے اللہ و رسولؐ کا نام بار بار زبان پر لائیگا اور بظاہر ان کے احکام کو رکھے گا۔ لیکن

فی الحقیقت اُن کو اپنی اندرونی خواہشات و اغراض کی تحصیل کے لئے ایک حیلہ اور آلہ کار بنائے گا سو یاد رہے کہ جو زبان پر ہے ۔ اللہ اُسے سنتا اور جو دل میں ہے ۔ اُسے جانتا ہے ۔ پھر اس کے سامنے یہ فریب کیسے چلے گا کہ آدمی اس سے ڈر کر کام کرے ۔ جس معاملہ میں اللہ اور رسول کی طرف سے حکم ملنے کی توقع ہو ۔ اس کا فیصلہ پہلے ہی آگے بڑھ کر اپنی رائے سے نہ کر بیٹھو ۔ بلکہ حکم الٰہی کا انتظار کرو جس وقت پیغمبرؑ کچھ ارشاد فرمائیں ۔ خاموشی سے کان لگا کر سنو ۔ اُن کے بولنے سے پہلے خود بولنے کی جرأت نہ کرو ۔ جو حکم ادھر سے ملے اُس پر بے چون وچرا اور بلا پس و پیش عامل بن جاؤ ۔ اغراض واہوا و آرا کو اُن کے احکام پر مقدم نہ رکھو ۔ بلکہ اپنی خواہشات وجذبات کو احکام سماوی کے تابع بناؤ ۔ حضورؐ کی مجلس میں شور نہ کرو اور جیسے آپس میں ایک دوسرے سے بے تکلف چہک کر یا تڑخ کر بات کرتے ہو ۔ حضورؐ کے ساتھ یہ طریقہ اختیار کرنا خلاف ادب ہے آپ سے بات کرنی ہو تو نرم آواز سے تعظیم و احترام کے لہجہ میں ادب و شائستگی کے ساتھ ۔ دیکھو ایک مہذب بیٹا اپنے باپ سے، لائق شاگرد اُستاد سے مخلص مرید اپنے پیرو مرشد سے اور ایک ...... ایک سپاہی اپنے افسر سے کس طرح بات کرتا ہے ۔ پیغمبر کا مرتبہ تو ان سب سے کہیں بڑھ کر ہے ۔ آپ سے گفتگو کرتے وقت پوری احتیاط رکھنی چاہئے ۔ مبادا بے ادبی ہو جائے اور آپ کو رنج ہو ۔ تو حضورؐ کی ناراضگی کے بعد مسلمان کا کہاں ٹھکانا ہے ۔ ایسی صورت میں تمام اعمال ضائع ہونے اور ساری محنت اکارت جانے کا اندیشہ ہے ۔

اگر تم یہ چاہتے ہو کہ پیغمبرؑ تمہاری ہر بات مانا کریں تو بڑی مشکل ہوتی ۔ لیکن اللہ کا شکر کرو کہ اس نے اپنے فضل و احسان سے مومنین قانتین کے دلوں میں ایمان کو محبوب بنا دیا اور کفر و معصیت کی نفرت ڈال دی جس سے وہ ایسی بیہودگی کے قریب بھی نہیں جا سکتے جس مجمع میں اللہ کا رسول جلوہ افروز ہو وہاں کسی کی رائے و خواہش کی پیروی کہاں ہو سکتی ہے ؟ آج گو حضورؐ ہمارے درمیان میں نہیں ۔ مگر حضورؐ کی تعلیم اور آپ کے وارث و نائب یقیناً موجود ہیں اور رہیں گے

مذکورہ بالا احکام پر کاربند وہی ہو گا جس کے دل میں خدا کا ڈر ہو ۔ یہ نہیں تو کچھ نہیں ۔ چاہئے کہ ایمان و اسلام کا دعویٰ رکھنے والے واقعی طور پر اس خداوند قہار کے غضب سے ڈریں ۔ اور ایسی ناشائستہ حرکتوں کے قریب نہ جائیں ۔ اگر پہلے کچھ غلطیاں اور کمزوریاں سرزد ہوئی ہیں اللہ کے سامنے صدق دل سے توبہ کریں ۔ وہ اپنی مہربانی سے معاف فرما دے گا

ایمان ویقین جب پوری طرح دل میں راسخ ہو جائے ۔ اور جڑ پکڑ لے اس وقت غیبت اور عیب جوئی وغیرہ کی خصلتیں آدمی سے دور ہو جاتی ہیں ۔ جو شخص دوسروں کے عیب ڈھونڈے اور آزار پہنچانے میں مبتلا ہو سمجھ لو کہ ابھی تک ایمان اُس کے دل میں پوری طرح پیوست نہیں ہوا ۔

اگر غیبت، طعن وتشنیع اور عیب جوئی کا منشا کبر ہوتا ہے ۔ کہ آدمی اپنے کو بڑا اور دوسروں کو حقیر سمجھتا ہے ۔ اصل میں انسان کا بڑا چھوٹا یا معزز و حقیر ہونا ذات پات اور خاندان و نسب سے تعلق نہیں رکھتا بلکہ جو شخص جس قدر نیک خصلت مؤدب اور پرہیزگار ہو اسی قدر اللہ کے ہاں معزز و مکرم ہے ۔ خداوند قدوس نے اس قسم کی باتوں سے منع فرمایا ہے ۔

ایک جماعت دوسری جماعت سے نہ مسخراپن کرے ۔ نہ ایک دوسرے پر آوازے کسے جائیں ۔ نہ کھوج لگا کر عیب نکالے جائیں اور نہ بُرے ناموں اور بُرے القابوں سے فریق مقابل کو یاد کیا جائے ۔ کیونکہ ان باتوں سے دشمنی اور نفرت میں ترقی ہوتی ہے ۔ اور فتنہ و فساد کی آگ زیادہ تیزی سے پھیلتی ہے ۔ سبحان اللہ کیسی بیش بہا ہدایات ہیں ۔ آج اگر مسلمان سمجھیں تو اُن کے سب سے بڑے مرض کا مکمل علاج اسی ایک سورہ حجرات میں موجود ہے

آج کل الیکشن کا زمانہ شروع ہو گیا ہے جن باتوں سے اللہ تعالےٰ نے مسلمانوں کو منع فرمایا تھا ۔ وہ اُسی کے مرتکب ہیں ۔ ہر ایک شخص اور ہر ایک جماعت اپنے اپنے گریبانوں میں ڈال کر دیکھ لے ۔ کہ اس بات میں کہاں تک صداقت ہے ۔

موجودہ دور میں شیطان و جن ہتھکنڈوں کو اپنے مقاصد کی تکمیل کے لئے استعمال کرتا ہے ۔ اُن میں جھوٹا پراپیگنڈہ سر فہرست ہے بے تحقیق بات زبان سے نہ نکالنی چاہئے نہ اندھا دھند پیروی کرنی چاہئے ۔ آدمی کو چاہئے کہ کان ۔ آنکھ ۔ دل و دماغ سے کام لے ۔ سنی سنائی باتوں پر بے سوچے سمجھے یونہی اٹکل پچو کوئی قطعی حکم نہ لگائے ۔

مسلمان کو چاہئے کہ اپنے مسلمان بھائی بہنوں کے ساتھ حُسن ظن رکھے ۔ جب سنے کہ لوگ نیک شخص پر یونہی رجماً بالغیب بڑی تہمتیں لگاتے ہیں تو اپنے دل میں ایسے خیال کو راہ نہ دے بلکہ اُن کو جھٹلائے ۔ چاہئے کہ آدمی خود اپنی آبرو پر دوسروں کی آبرو کو قیاس کرے ۔ وہ مسلمان کیسا ؟ جو دوسرے مسلمان کی دیانت پر عزت پر اخلاق پر حملہ ہوتے ہوئے دیکھے اور چپکا بیٹھا رہے ۔

کیا آج دنیائے اسلام کے کسی گوشہ میں اس پر عمل ہے ؟ پبلک جلسے ہوں یا گھروں کے اندر تخلیہ کی صحبتیں، اخبار کے مقالات ہوں یا خانگی خطوط ۔ کہاں یہی چرچے ۔ یہی تذکرے نہیں کہ فلاں لیڈر قوم کا روپیہ کھا گیا، فلاں انگریزوں سے مل گیا

جہاں چار مسلمان جمع ہوئے نہ خدا کا ذکر نہ رسول کا، نہ موت کا، نہ آخرت کی فکر بس غیبتیں ہیں تو مسلمانوں کی، بدگوئیاں ہیں تو اپنے بھائی بندوں کی، ایک ایک گھر کے بخیے کُھل رہے ہیں ۔ اور دُنیا جہان کا کوئی عیب اور کوئی الزام ایسا نہیں جو خود مسلمان ہی کی زبان سے مسلمانوں پر نہ لگ رہا ہو ۔

آنحضرتؐ نے فرمایا کہ غیبت کا زنا سے زیادہ سخت گناہ ہے افسوس ہے کہ مسلمانوں کی مجلسوں میں سب سے زیادہ دلچسپ اور مزیدار گفتگو وہی سمجھی جاتی ہے جس میں کسی کی بُرائی بیان کی جا رہی ہو حضور اکرمؐ نے فرمایا اللہ تعالےٰ کے شریر بندے وہ لوگ ہیں ۔ جو چغلخوری میں مشغول رہتے ہیں ۔ دوستوں کے درمیان جدائی کراتے ہیں ۔ پاک لوگوں کی ایذا رسانی کے خواہشمند ہیں

چِٹ پر سُرخ نشان

چندہ کے ختم ہونے کی علامت ہے جسے آپ دیکھتے ہی فوراً چندہ بھیج دیں ۔
تا کہ
یہ کارِ خیر آپ کے نام جاری رکھا جا سکے

حاجی کمال الدین مدرسہ کارپوریشن لاہور

گرانی کے انتظار میں غلہ کو روکے رکھنا

حضرت عمرؓ حضورؐ کا ارشاد نقل کرتے ہیں کہ جو شخص رزق (غلہ وغیرہ) باہر سے لائے (تاکہ لوگوں کو ارزاں دے) اس کو روزی دی جاتی ہے۔ اور جو شخص روک کر رکھے وہ ملعون ہے۔

باہر سے لانے والے سے وہ شخص مراد ہے جو تجارت کی غرض سے دوسرے شہروں سے غلہ خرید کر لائے۔ تاکہ لوگوں کے ہاتھ (ارزاں) فروخت کرے تو اسکو (اللہ کی طرف سے) روزی دی جاتی ہے۔ کیونکہ لوگ اس سے فائدہ اٹھاتے ہیں اور ان کی دعائیں اس کو لگتی ہیں اور روک رکھنے والے سے وہ شخص مراد ہے جو روکنے کی نیت سے خرید کر رکھے اور لوگوں کو اس سے نقصان پہنچے۔ یعنی گرانی کے انتظار میں روکے رکھے اور باوجود لوگوں کی حاجت کے فروخت نہ کرے۔ اس پر لعنت ہے یعنی لالچ اور نفع کمانے کی غرض سے غلّہ وغیرہ جن چیزوں کی لوگوں کو اپنی زندگی کے لئے احتیاج ہے۔ خرید کر روکے رکھے۔ اور گرانی کی زیادتی کا دن بدن انتظار کرتا ہے۔ اس پر حضورؐ کی طرف سے لعنت کی گئی ہے

ایک اور حدیث میں حضورؐ کا ارشاد نقل کیا گیا۔ کہ جو شخص مسلمانوں پر ان کے کھانے کو چالیس دن تک (باوجود سخت احتیاج کے) روکے رکھے (فروخت نہ کرے) حق تعالیٰ شانہٗ اس کو کوڑھ کے مرض میں اور افلاس میں مبتلا کرتے ہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ جو شخص مسلمانوں کو نقصان پہنچاتا ہے۔ اور فقر میں مبتلا کرتا ہے اس پر بدنی عذاب (کوڑھ) بھی مسلط ہوتا ہے۔ اور مالی عذاب افلاس و فقر بھی اور اس کے بالمقابل یہ کہ جو دوسری جگہ سے لاکر ارزانی سے فروخت کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ خود اس کو روزی (اور نفع) پہنچاتے ہیں

ایک حدیث میں ہے کہ غلہ روک رکھنے والا بھی کیسا برا آدمی ہے۔ کہ اگر نرخ ارزاں ہوتا ہے تو اس کو رنج ہوتا ہے۔ اور اگر گراں ہوتا ہے تو خوش ہوتا ہے۔ ایک اور حدیث میں ہے کہ جو کوئی چالیس دن (احتیاج کے باوجود) غلّہ روکے رکھے۔ (فروخت نہ کرے) پھر اس کو لوگوں پر صدقہ کردے تو یہ صدقہ کرنا بھی اس روکنے کا کفارہ نہ ہوگا۔

ایک حدیث میں آیا ہے کہ پہلی امتوں میں ایک بزرگ ریت کے ایک ٹیلے پر گزرے گرانی کا زمانہ تھا وہ اپنے دل میں یہ تمنا کرنے لگے کہ اگر یہ ریت کا ٹیلہ غلہ کا ڈھیر ہوتا تو میں اس سے بنی اسرائیل کو خوب کھلاتا حق تعالیٰ نے اس زمانہ کے نبی علیہ پر وحی ارسال کی کہ فلاں بزرگ کو بشارت سنا دو کہ ہم نے تمہارے لئے اتنا ہی ثواب لکھ دیا ہے۔ جیسا کہ یہ ٹیلا غلّہ کا ہوتا اور تم اس کو لوگوں میں تقسیم کر دیتے۔ حق تعالیٰ کے ہاں ثواب کی کمی نہیں ہے اس کو اجر و ثواب دینے کے لئے نہ ذخیرہ کی ضرورت ہے نہ آمدنی اور کمائی کی۔ اس کے ایک اشارے میں ساری دنیا کی پیداوار ہے۔ وہاں لوگوں کا عمل اور اخلاص دیکھا جاتا ہے اور جو اس کی مخلوق پر رحمت و شفقت کرتا ہے اس پر رحمت و شفقت میں وہاں کوئی کمی نہیں۔ حضرت عبداللہ بن عباسؓ کی خدمت میں ایک شخص حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ مجھے کچھ نصیحت فرمائیں آپ نے فرمایا کہ تمہیں چھ چیزوں کی نصیحت کرتا ہوں۔ سب سے پہلی چیز اللہ پر بھروسہ اور یقین ان چیزوں کا جن کا اللہ تعالیٰ نے خود ذمہ لے رکھا ہے (مثلاً روزی وغیرہ) دوسرے اللہ کے فرائض اپنے اپنے وقت پر ادا کرنا۔ تیسرے زبان ہروقت اللہ کے ذکر سے تروتازہ رہے۔ چوتھے شیطان کا کہا نہ ماننا وہ ساری مخلوق سے حسد رکھتا ہے پانچوں دنیا کے آباد کرنے میں مشغول نہ ہونا کہ وہ آخرت کو برباد کرے گی۔

چھٹے مسلمانوں کی خیر خواہی کا ہروقت خیال رکھنا

آدمی کی سعادت اور بدبختی کی گیارہ گیارہ علامتیں

سعادت کی ۱۱ یہ ہیں۔ (۱) دنیا سے بے رغبتی اور آخرت کی طرف رغبت کرنا (۲) عبادت اور تلاوت قرآن کی کثرت (۳) فضول بات سے احتراز (۴) نماز کا اپنے اوقات پر خصوصی اہتمام (۵) حرام چیز سے بچنا چاہے ادنیٰ درجہ کی حرام ہو (۶) صلحاء کی صحبت اختیار کرنا (۷) متواضع رہنا تکبر نہ کرنا (۸) سخی اور کریم ہونا (۹) اللہ کی مخلوق پر شفقت کرنا (۱۰) مخلوق کو نفع پہنچانا (۱۱) موت کو کثرت سے یاد کرنا

بدبختی کی ۱۱ یہ ہیں:۔ (۱) مال کے جمع کرنے کی حرص (۲) دنیاوی لذتوں اور شہوتوں میں مشغولی (۳) بے حیائی کی گفتگو اور بہت بولنا (۴) نماز میں سستی کرنا (۵) حرام اور مشتبہ چیزوں کا کھانا اور فاسق فاجر لوگوں سے میل جول (۶) بدخلق ہونا (۷) متکبر اور فخر کرنے والا ہونا (۸) لوگوں کے نفع پہنچانے سے یکسو رہنا (۹) مسلمانوں پر رحم نہ کرنا۔ (۱۰) بخیل ہونا (۱۱) موت سے غافل ہونا۔

بندہ ناکارہ کے نزدیک ان سب کی جڑ موت کو کثرت سے یاد رکھنا ہے۔ جب وہ ہروقت یاد آتی رہے گی۔ تو پہلی گیارہ انشاءاللہ پیدا ہو جائیں گی۔ اور دوسری گیارہ سے بچاؤ حاصل ہو جائے گا۔ حضورؐ کا حکم ہے کہ لذتوں کو توڑنے والی موت کو کثرت سے یاد کیا کرو۔

یہ حقیقت ہے کہ خدا بندوں سے نزدیک ہے
واقعہ یہ ہے کہ بندے ہیں خدا سے دور بھی

بقیہ انسان کے لئے عبادت کا حکم ص۵ سے آگے

ہمارا ہر سانس خدا کی امانت ہے اور یہ امانت منعم کی منشا کے مطابق صرف ہونا چاہیئے حیات کا جو لمحہ اپنے خالق و مالک کی منشا کے مطابق بسر ہو خواہ وہ کسی قدر اذیتوں اور پریشانیوں کا حامل ہی کیوں نہ ہو دونوں جہانوں سے افضل ہے۔ عقبیٰ کی زندگی میں یہ نہیں پوچھا جائے گا کہ دنیا میں رہ کر حیات کا دامن کس قدر مسرتوں سے لبریز کیا، کتنی خوشیاں حاصل کیں، وہاں تو صرف یہ پوچھا جائے گا کہ کس قدر حسنات کما کر لائے ہو اور کس حد تک اللہ تعالیٰ کے احکام کی پیروی کی تھی۔ آخرت میں کامیاب وہی ہوگا جس کا نیکیوں کا پلہ بھاری ہوگا۔ اور جس کا برائیوں کا پلہ بھاری ہوگا اس کا ٹھکانہ جہنم ہوگا۔

حقیقتِ عبادت

بالکل ابتدائی زمانے کے حالات کا علم نہیں ہے۔ اور یہ بھی نہیں بتایا جا سکتا کہ آدم علیہ السلام کس طریق پر عبادت کرتے تھے۔ لیکن بعد کے زمانہ کے حالات پوشیدہ نہیں ہیں ان سے معلوم ہوتا ہے کہ شروع شروع میں بڑی بڑی تکلیف دہ ریاضتیں عبادت میں شامل تھیں۔ کوئی اپنے ایک بازو کو اونچا رکھتا تھا اور کوئی ایک ٹانگ پر کھڑا رہتا تھا، کوئی لوہے کے وزنی کپڑے پہن لیتا تھا، کوئی لوہے کے کیلوں یا کانٹوں پر بیٹھ جاتا تھا تاکہ جسم میں چبھتی رہیں کئی ایک غیر معین عرصہ تک روزہ رکھ لیتے تھے۔ ایسی ریاضات شاقہ ہر انسان برداشت نہیں کر سکتا اور اس کا لازمی نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ صرف چند افراد ہی ایسی عبادت کے اہل نکلتے ہیں اور باقی انسان جو خود ایسی عبادات نہیں کر سکتے ان کو مافوق الانسان ہستیاں تصور کر کے خدا کی بجائے ان کی پرستش شروع کر دیتے ہیں اور یہی عمل شرک کا بنیادی پتھر ہے۔

ہزار ہا سال کی تاریخی معلومات کا مطالعہ اور انسانی نفسیات کا تجربہ ہمیں بتاتا ہے کہ خداوند عالم کی عبادت کا کوئی ایسا طریقہ مقبول عام نہیں ہو سکتا جس میں بہت محنت کرنی پڑے اور وقت بھی زیادہ صرف ہو کیونکہ اس دنیا میں روزی کمانے اور روزمرہ کی ضروریات کا انتظام کرنے کے لیے کافی وقت خرچ کرنا پڑتا ہے اور بڑی تگ و دو کرنی پڑتی ہے۔ اس لیے یاد خدا کے لیے بہت کم وقت بچتا ہے۔ اکثر نے یہ سمجھ لیا کہ بارگاہ الٰہی تک پہنچنے میں دنیا اور اس کے تعلقات بہت حارج ہیں۔ اس لیے وہ دنیا سے علیحدہ ہو گئے اور جنگلوں اور ویرانوں میں چلے گئے، پہاڑوں کی غاروں میں جا گھسے اور وہیں جانکاہ ریاضتوں میں آخری دم تک مصروف رہے۔ لیکن ان ریاضتوں کا کیا فائدہ۔ اگر کسی نے کچھ حاصل کر بھی لیا تو وہ اس کی ذات تک ہی محدود رہا۔ یہ کوئی کمال نہیں ہے۔ کمال تو یہ ہے کہ قعر دریا میں تختہ بند ہو کر انسان دامن خشک لے کر نکل آئے۔ دنیا میں رہے اور دل کو پاک و صاف رکھے اور اپنے مالک کو ہر حالت میں یاد رکھے۔

عبادت انتہائی تذلل و انکساری کا نام ہے جس کا اظہار معبود حقیقی کے سوا کسی دوسرے کے آگے نہیں ہو سکتا۔ عبادت کے معنی خدائے قدوس کی بارگاہ میں سر جھکانے، اپنی عبودیت کا اظہار کرنے اور اللہ تعالیٰ کو وحدہٗ لاشریک لہٗ ماننے کے ہیں۔ عبادت اس وقت تک عبادت کہلانے کی مستحق نہیں ہو سکتی جب تک بندہ سراپا نیاز ہو کر اپنے پورے عجز اور معبود کے پورے جبروت و جلال کے تصور کے ساتھ سرِ عبودیت نہ جھکائے۔ بہترین عبادت وہ ہے جس سے حق تعالیٰ کا قرب اور اس کی رضا حاصل ہو جائے اور نسبت عبودیت صحیح ہو جائے۔

ذل و افتقار جس کو دین کی اصطلاح میں عبادت و استعانت سے تعبیر کیا جاتا ہے، مخلوق سے قائم نہ کیا جائے۔ عبادت و استعانت کا مرکز صرف ذات الٰہی وحدہٗ لاشریک لہٗ کو ہی بنایا جائے۔ تمام انبیاء علیہم السلام اپنے اپنے دور میں اسی کی تعلیم دیتے رہے۔ عبادت ہمہ تن جناب باری کی طرف بعجز و انکساری متوجہ ہونے کو کہتے ہیں۔

عبد اور معبود کے تعلقات

عبد اور معبود کا رشتہ بڑا مضبوط اور محکم ہے۔ بندہ اپنے مولا کا ایک عظیم شاہکار ہے اور ساری کائنات میں اللہ تعالیٰ کی افضل ترین مخلوق ہے۔ خدا نے اس کو اس لیے پیدا نہیں کیا کہ وہ دنیا میں ذلیل اور رسوا ہو اور لوگوں کی نگاہوں میں بے حقیقت قرار پائے، اور اپنے مالک کی رسوائی کا موجب بنے۔ اسلام کا نصب العین یہ ہے کہ وہ بندے اور خدا کے درمیان براہ راست ایسا تعلق پیدا کر دے کہ عبد اور معبود کے درمیان کوئی دوسری ہستی حائل نہ ہو۔

اسلام ظاہری اور باطنی خوبیوں کا ایک ایسا مجموعہ ہے جس کی مثال دنیا پیش ہی نہیں کر سکتی۔ شارع علیہ السلام سرکار دو جہاں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے لائے ہوئے مذہب میں خداوند عالم کی صفات اور اس کے بندوں کے تعلقات کا ایسی شرح و بسط سے پتہ چلتا ہے کہ اسے سمجھ کر بندہ خدا کی بندگی کا صحیح لطف اٹھا سکتا ہے اور یہ بھی معلوم کر سکتا ہے کہ خالق الخلق کی پرستش کا حق کیا ہے اور اس کا بندوں کے ساتھ کیا تعلق ہے۔ وہ رحیم و کریم ہے اور جبار و قہار بھی ہے۔ وہی زندہ کرنے والا ہے اور وہی مارنے والا ہے۔

قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ نے اپنی صفات اور اپنے بندوں کے ساتھ تعلقات مختلف انداز میں بیان کیے ہیں، یہ دریا، یہ پہاڑ، یہ ابلتے چشمے اور لہلاتا ہوا سبزہ، نباتات و جمادات یہ سب اس کی قدرت کے شواہد ہیں جن سے انسان ہر لحظہ فائدہ اٹھا رہا ہے۔ اس کے علاوہ اور بہت سی آیات الٰہی ہیں جن کو دیکھ کر حق تعالیٰ کے بندہ کے ساتھ تعلقات واضح طور پر سامنے آ جاتے ہیں۔ جس معبود حقیقی کا بندوں کے ساتھ یہ تعلق ہو تو انصاف اور انسانیت کا تقاضا یہ ہے کہ بندہ بھی زندگی کے ہر لمحے میں اس کو یاد رکھے خلوت و جلوت، ظاہر و باطن، امارت و غربت اور صحت و علالت کی حالت میں بھی اس کو یاد رکھے اور کسی حالت میں بھی اس کی یاد سے غافل نہ ہو۔ زندگی ہو تو اسی کے لیے، موت ہو تو اسی کے لیے۔ اٹھتے بیٹھتے، چلتے پھرتے اور سوتے جاگتے کسی آن میں بھی اپنے معبود سے غافل نہ ہو۔ ہر حالت میں زبان اس کے ذکر سے تر رہے۔ الغرض زندگی کا کوئی لمحہ بھی ایسا نہ ہو جس میں ایک مسلمان یاد خدا سے غافل ہو جائے۔ ہر حالت میں اپنے معبود کی رضا جوئی کا تعلق قائم رہے۔

اسلام

کے سوا کوئی دوسرا مذہب ایسا نہیں ہے جس نے مالک و مملوک، خالق و مخلوق، اور عبد و معبود کے رشتوں کو اس طرح جوڑا ہو جو اپنی مثال آپ ہیں۔ یہی وہ مقدس مذہب ہے جس نے شریعت کی راہ سے طریقت اور حقیقت کی کٹھن منزلیں طے کرا دیں اور اپنے متبعین کو معرفت الٰہی کے وہ مناظر دکھائے جن پر فرشتوں کو بھی رشک آتا ہے۔

اقوالِ زریں

محمد شفیع عمر الدین (حیدرآباد)

جہد مے کن تا توانی اے کیا
در طریقِ انبیاء و اولیاء

مولانا روم

۱- ایمان کی حقیقت

حضرت سہل بن تستری رحمۃ اللہ علیہ سے دریافت کیا گیا کہ حضرت ایمان کیا ہے ؟ آپ نے فرمایا :

(۱) قول (۲) عمل (۳) نیت اور (۴) سنت ایمان کے جزو ہیں۔

اگر ایمان کا زبانی دعویٰ بغیر عمل کے ہو تو یہ کفر ہے۔

اگر قول اور عمل بغیر صحیح نیت اور اخلاص کے ہوں تو یہ نفاق ہے۔

اور اگر قول، عمل اور نیت سنت کے مطابق نہ ہوں تو یہ بدعت ہے۔

(کتاب الایمان ——— امام ابن تیمیہ)

۲- ایمان، عمل اور اخلاقِ حسنہ شریعت کی کسوٹی پر پرکھو

حضرت شاہ غلام علی نقشبندی قدس سرہٗ العزیز فرماتے ہیں کہ حضرت حبیب رب العلمین صلی اللہ علیہ وسلم سارے جہان کی تربیت کے لیے ایک نسخہ شریعت کا لائے ہیں۔ اسی ایک نسخہ سے ایمان، عمل اور اخلاقِ حسنہ کو صحت ملی، اور روگ سے نجات حاصل ہوئی۔ احسان کے مرتبہ تک رسائی، آخرت کی کامیابی اور دنیا سے اعراض جو شفا کی علامات ہیں اسی نسخہ کی بدولت ظاہر ہوئیں۔

۳- نیکوں کا نمونہ اختیار کرو۔

حضرت خواجہ غلام علی قدس سرہٗ فرماتے ہیں کہ نیکوں کا نمونہ اختیار کرنا چاہیئے۔ کیونکہ من تشبہ بقوم فھو منھم یعنی جو جس قوم کا طریقہ اختیار کرتا ہے وہ اسی قوم میں ہے۔

۴- علم سلوک کا خلاصہ

حضرت شاہ غلام علی صاحب دہلوی قدس سرہٗ اللہ العزیز فرماتے ہیں کہ حضرت شیخ سعدی شیرازیؒ سہروردیہ خاندان کے طالب تھے۔ آپ بڑے عقلمند تھے۔ آپ نے ان دو شعروں میں سارا علم سلوک بیان فرمادیا ہے ؎

مرا پیر دانائے مرشد شہاب
دو اندرز فرمود بر روئے آب
یکے آنکہ بر خویشتن بیں مباش
دگر آنکہ بر غیر بد بیں مباش

یعنی مجھے میرے عقلمند مرشد حضرت شہاب الدین سہروردی قدس سرہٗ نے دریائی سفر کے دوران دو نصیحتیں فرمائیں۔ ایک یہ کہ اپنے آپ کو بڑا نہ سمجھنا، اور دوسری یہ کہ دوسروں کو حقیر اور برا مت سمجھنا۔

۵- بندگی کا تقاضا

عبودیت (بندہ بننا) یہ ہے کہ ظاہر طور پر عین شریعت کے مطابق چلے۔ اور باطن میں سوائے اللہ تعالیٰ کی یاد کے کوئی دوسرا خیال نہ ہو۔

(حضرت ابوعبداللہ بن محمد الہراویؒ)

۶- ایثار

حضرت ابوحامد دوستانؒ مرو میں ایک دکان پر تشریف فرما تھے کہ ایک سقے نے آپ کو پانی پینے کے لیے پیش کیا۔ آپ کچھ وقت پانی کو ہاتھ میں لیے رہے۔ سقے نے دریافت کیا کہ حضرت پانی کیوں نہیں پیتے؟ آپ نے فرمایا کہ ایک مکھی پانی پی رہی ہے اس لیے رکا ہوا ہوں۔ تاکہ وہ پی لے۔ اللہ تعالیٰ کے دوست دوسروں کو تکلیف دے کر کوئی چیز نہیں کھاتے پیتے۔

۷- خطرۂ دین

ہمارا طریقہ عروۃ الوثقیٰ (نہ ٹوٹنے والا مضبوط کڑا) ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تابعداری پوری طرح کی جائے۔ اور حضرات صحابہ کرامؓ کے آثار کی اقتدا کی جائے۔ اس طریقہ سے تھوڑے عمل سے بھی بڑی کامیابی حاصل ہوتی ہے۔ یہ اس لیے کہ سنت پر عمل کرنا بہت بڑا کام ہے۔ جو شخص ہمارے اس طریقہ سے منہ موڑے گا اسے دین کا خطرہ ہے۔

(حضرت خواجہ بہاؤالدین نقشبندیؒ)

۸- تفکرات دنیا سے آزادی

حضرت مولانا رومؒ نے جب ایک دوست کو تفکرات میں گھرا ہوا پایا تو فرمایا یہ تفکرات اس لیے ہیں کہ تو نے دنیا کے ساتھ لگاؤ پیدا کر لیا ہے۔ اگر تو دنیاوی لگاؤ سے آزادی حاصل کر لے، اور خود کو ایک مسافر جانے اور ہر رنگ اور ہر مزے کو جانے کہ وہ ہمیشہ رہنے والا نہیں، اور تجھے ایک مسافر کی طرح ان سب کو چھوڑ کر دوسری جگہ جانا ہے، تو تو کبھی بھی آزردہ خاطر نہ ہو گا۔

(نفحات الانس جامیؒ)

۹- والدین کے ساتھ حسنِ سلوک کرو

...... والدین کے ساتھ حسنِ سلوک کا طریقہ یہ نہیں ہے کہ ایک بیٹا اپنے باپ کو اس حالت میں چھوڑ دے کہ وہ جھاڑو دے یا گدھے پر کسی کو سوار کرا کر روزی کمائے۔ یا حمام کی بھٹی روشن کرے یا اپنے سر پر لوگوں کا سامان لاد کر اپنا پیٹ بھرے جبکہ اس کا فرزند نہایت خوشی اور فارغ البالی کی زندگی بسر کر رہا ہو۔

اسی طرح اپنی والدہ کے ساتھ حسنِ سلوک کا یہ طریقہ نہیں ہے کہ وہ لوگوں کی خدمت کرتی پھرے، ان کے کپڑے دھوئے اور انہیں پانی پلائے۔ مگر اس کا بیٹا اس پر کچھ خرچ نہ کرے، اور یہ کہے کہ "میرے والدین تندرست اور کمانے کے قابل ہیں۔ وہ نہ اپاہج ہیں اور نہ اندھے ہیں۔" بلکہ صلۂ رحمی اور والدین کے ساتھ حسنِ سلوک کا اطلاق شریعت، لغت یا عرفِ عام کے لحاظ سے اس مفہوم پر نہیں ہے۔

(حیات ابن قیمؒ بحوالہ زاد المعاد)

۱۰- شریعت کی پابندی کرو

ہر بات میں شریعت کی پابندی کرو۔ شریعت کے خلاف مخلوق کو خوش کرنے کے لیے مت چلو۔ بلکہ شریعت کی پابندی کر کے اللہ تعالیٰ کی خوشنودی حاصل کرو۔ داڑھیاں بڑھاؤ اور مونچھیں کٹواؤ۔ اللہ تعالیٰ کے بندے بنو اور سب کام شریعت کے مطابق کرو۔ سب کام قرآن اور حدیث سے

پوچھ کر کرو۔

(حضرت خواجہ محمد نور بخش نقشبندیؒ)

۱۱- عابدوں کا طریقہ

کیا آپ شہد کے طالب کو نہیں دیکھتے جو میٹھے شہد کو حاصل کرنے کے لیے گرمی اور سردی برداشت کرتا ہے۔

میرے بھائی! عابدوں کا بھی یہی طریقہ ہے جو اہل مجاہدہ ہیں وہ جب بہشت اور اس کی انواع و اقسام کی نعمتیں، حور و قصور اور طعام اور مشروبات اور حلّے اور جامے، اور جن چیزوں کا اللہ تعالیٰ نے وعدہ فرمایا ہے ان کو یاد کرتے ہیں تو ان پر عبادت کی زحمتیں آسان ہو جاتی ہیں۔ اور دُنیا کی لذتوں کو چھوڑ کر ہر طرح کی مشقت اٹھاتے ہیں۔

(حضرت امام غزالیؒ)

۱۲- زکوٰۃ

تم سے بار بار کہتا ہوں کہ زکوٰۃ کی رقموں کو اجتماعی طور پر خرچ کرو......

اگر تم نے زکوٰۃ کی رقموں کو اجتماعی طور پر خرچ کرنے کا فیصلہ کر لیا تو یقیناً چوبیس گھنٹے کے اندر تمہاری حالت کیا سے کیا ہو سکتی ہے۔

(مولانا ابوالکلام آزادؒ)

۱۳- تصوّف کا مقصد

۱- اصلی بات اپنے روح کو اللہ تعالیٰ کی راہ میں لگانا ہے۔ ورنہ صوفیہ کا چکنی چپڑی باتوں میں مشغول نہ ہو۔

(حضرت ابن جوزیؒ)

۲- تصوّف "توڑ" اور "جوڑ" ہے۔ یعنی دل کا تعلق غیر اللہ سے توڑنا اور اللہ تعالیٰ کے ساتھ جوڑنا۔

(حضرت علی عزیزانؒ)

۳- ۵

پس از سی سال ایں معنیٰ محقق شد بخاقانی
کہ یک دم با خدا بودن بہ از ملکِ سلیمانی

یعنی تیس سال کے مجاہدہ کے بعد خاقانی پر یہ حقیقت منکشف ہوئی کہ ایک دم بھر تعلق باللہ کا حاصل ہونا حضرت سلیمان علیہ السلام کی حکومت سے بہتر ہے۔

۴- ۵

صوفی ابن الوقت باشد اے رفیق!
نیست فردا گفتن از شرطِ طریق

(مولانا رومؒ)

یعنی صوفی وقت کا بڑا خیال رکھتا ہے۔ جو وقت اسے میسر ہو اس میں نیک اعمال کرتا رہتا ہے۔ کل کے لیے آج کا عمل نہیں چھوڑتا۔ کیا خبر کل تک زندہ رہنا نصیب ہو یا نہ ہو۔

۱۴- حرام لقمہ کا اثر

حرام لقمہ کھایا، دل سیاہ ہو گیا۔ کوئی بے دین آ گیا، دل سیاہ ہو گیا۔ طبیعت میں نزاکت کہاں سے آئے۔

(حضرت شیخ التفسیر مولانا احمد علیؒ)

(مجلس ذکر حصہ چہارم صـ ۶۳)

۱۵- کام کرنے کا گُر

کام کرنے کی مستعدی یہ ہے کہ آج کا کام کل پر نہ چھوڑو۔ اور امانت یہ ہے کہ تمہارا باطن ظاہر کے خلاف نہ ہو۔ اور تقویٰ برائی سے بچنے سے ہے۔ اور جو خدا سے ڈرتا ہے خدا اس کو بچا لیتا ہے۔

(حضرت عمرؓ از ازالۃ الخفاء)

۱۶- یادِ آخرت

عاقل وہ ہے جو ہر چیز کے دیکھنے سے آخرت کی یاد کو تازہ کرے۔

اگر اندھیرا دیکھے تو قبر کی تاریکی کو یاد کرے۔

اگر سانپ دیکھے تو دوزخ کے سانپوں کا خیال کرے۔

اگر کوئی بُری چیز دیکھے تو منکر نکیر اور دوزخ کے دربانوں کو یاد کرے۔

اگر ہیبت ناک آواز سنے تو نفخۂ صور کو یاد کرے۔

اگر عزّت و ذلّت دیکھے تو قیامت کے مقبول و مردود ہونے کو یاد کرے۔ اور یہ سب باتیں شریعت میں سنّت ہیں۔

(امام غزالیؒ)

۱۷- نظام الاوقات کی پابندی

۱- ہر کام کا علیحدہ علیحدہ وقت ہو، جو اس کام کا مقتضی ہو۔ کیونکہ اس میں برکتِ عمر ظاہر ہوتی ہے۔ اور جس شخص کے اوقات فروگذاشت ہوں گے کہ ہر وقت میں کیا پیش آئے، تو اس کی عمر کا اکثر حصہ ضائع ہو گا۔

۲- اگر تمام اوقات آخرت کے کاموں کے لیے صرف نہ کیے جائیں، تو کم از کم ان کا بیشتر حصہ تو ضرور صرف کرنا چاہیئے۔ تاکہ نیکیوں کا پلہ وزنی رہے۔ اگر نصف دنیا کے لیے اور نصف آخرت کے لیے صرف کرے گا تو اس میں خطرہ ہے کہ کہیں دنیا کے کاموں کا پلہ وزنی نہ ہو جائے۔

۳- دن رات کے اوقات میں کوئی نہ کوئی کام ہونا چاہیئے۔ اور کسی وقت کو ضائع نہ کرنا چاہیئے۔ جب ایک دن رات ایسا کرے تو تمام عمر بھی ایسا ہی کرنا چاہیئے۔ اگر یہ بھی دشوار ہو تو لمبی لمبی امیدیں نہ باندھے اور اپنے آپ کو یہ خیال کرے کہ آج کے دن ایسا کر لوں کہ شاید آج ہی مر جاؤں۔ اور آج ہی رات یہ کر لوں ممکن ہے کہ کل مر جاؤں۔ جب ہر روز اس پر مواظبت کرنے سے رنجور ہو جائے تو یہ سمجھے کہ میں سفر میں ہوں اور سفر میں تکلیفیں ہوتی ہیں۔ لیکن آرام اسی میں ہے کہ جلدی جلدی چلے اور وطن جا کر آرام کرے۔

۴- ہر سانس ایک گوہر ہے۔ اور آدمی کا سرمایہ ہے۔ جس کو بلا ضرورت ضائع کر دینا بے وقوفی ہے۔

(امام غزالیؒ)

۱۸- خوش طبعی

حق سے ڈرو اور مزاح مت کرو۔ کیونکہ اس سے دِلوں میں کینہ پیدا ہوتا ہے۔ اور بُرے کام اس سے پیدا ہوتے ہیں۔ جب تم آپس میں بیٹھو تو قرآن مجید کے بارے میں گفتگو کرو۔ اگر یہ نہ کر سکو تو اچھے لوگوں کی اچھی باتیں بیان کرو۔

(حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ)

۱۹- حرص اور حرام سے بچو

دل کو حرص کا محل نہ بناؤ۔ اور پیٹ کو حرام کا محل نہ بناؤ۔ کیونکہ جیسے مخلوقات کی ہلاکت انہی دو چیزوں میں ہے ویسے مخلوقات کی نجات بھی انہیں دو چیزوں میں ہے۔

(حضرت حبیب بن اسلم راعیؒ)

۲۰- توکّل علی اللہ

اپنے سب کام اللہ تعالیٰ کو سونپ دو۔ سب غم و تفکّرات ترک کر دو۔ اس کے سچے فرمانبردار بنو۔ (ایسا کرو گے) تو اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے تمہاری حاجتیں بر لائے گا۔

(شاہ عبداللطیف بھٹائیؒ)

(باقی صـ پر)

۲۱۔ زندگی بسر کرنے کا طریقہ

اگر تم امیرانہ زندگی بسر کرنا چاہتے ہو تو ایسا طریقہ اختیار کرو کہ اگر تمہارے پاس دولت نہ رہے تو غربت کی حالت میں بھی زندگی بسر کرنے میں تکلیف نہ ہو۔
(ابن حزم الظاہریؒ)

۲۲۔ ہوائے نفس کا علاج

اس کا آسان طریقہ میں بتائے دیتا ہوں۔ چند روز کرنا پڑے گا۔ بہت ہی تھوڑے دنوں میں انشاء اللہ تعالیٰ نفع معلوم ہو گا۔

حاصل اس کا یہ ہے کہ ہر کام ابتداءً تکلیف سے ہوتا ہے۔ پھر کرتے کرتے اس میں ملکۂ راسخہ پیدا ہو جاتا ہے۔ سو آپ اس کا التزام کر لیجئے کہ کوئی قول، کوئی فعل معاً دل میں آتے ہی کر نہ ڈالا کیجئے کہ وہ خواہشِ نفس کے موافق ہو گا، بلکہ ہر کام سے پہلے ذرا سوچنا چاہیئے۔ اس کی عادت ڈالنی چاہیئے کہ جو کام کیا جائے پہلے سوچ لیا جائے کہ یہ کام حق تعالیٰ کے خلاف تو نہیں؟ یہ میرے لیے مفید ہے یا مُضر؟ بے دھڑک ہو کر کام کرنے کی عادت بالکل چھوڑ دی جائے۔ اوّل اوّل یہ ذرا شاق ہو گا مگر تھوڑے دنوں میں عادت ہو جائے گی۔ اس کا ہر کام میں خیال رکھو۔ یہ حالت ہو جائے کہ بات منہ سے نکالنی ہے مگر رک گئے کہ حق تعالیٰ کا امر کیا ہے؟ اور نفس کی خواہش کیا؟ جس بات میں نفس کی خواہش پائی اس کو زبان سے نہ نکالا۔ نہ اس پر عمل کیا۔
(حضرت مولانا محمد اشرف علی تھانویؒ)

وفات حسرت آیات

حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب برکاتہم کی بڑی اہلیہ محترمہ کا بتاریخ ۱۶ اکتوبر بروز جمعہ صبح کو انتقال ہو گیا ہے انا للہ وانا الیہ راجعون
مرحومہ پابند صوم وصلوٰۃ کے علاوہ نہایت متقی و پرہیزگار خاتون تھیں غریبوں سے از حد محبت رکھتی تھیں خداوند مرحومہ کے درجات بلند فرمائے۔ اور جنت الفردوس میں جگہ عطا فرمائے۔ نیز پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔
محمد رفیق ناظم دفتر جمعیۃ علماء اسلام سرگودھا

نقد و نظر

مشتاق حسین بخاری

نام کتاب ۔ اسلام کے احکام
تصنیف ۔ حکیم سلطان محمد مرحوم
ناشران ۔ شیخ محمد بشیر اینڈ سنز اردو بازار لاہور
صفحات ۱۴۴۔ ہدیہ ایک روپیہ ۴ آنے

زیر نظر کتاب سوال جواب میں ہے اور اور جملہ فقہی مسائل سے متعلق سوال و جواب موجود ہیں۔ ہر تعلیم یافتہ مسلمان کچھ نہ کچھ نماز روزے حج زکوٰۃ جہاد قربانی صدقات خیرات کے بارے میں عملی طور پر واقف ہوتا ہے لیکن پوری تفاصیل پر ہر فریضہ کے فرائض سنن واجبات مستحبات نسیان کی نذر ہو جاتے ہیں۔ اس لئے لازم ہے کہ اُن کا اعادہ کیا جاوے یعنی بطور REFRESHER COURSE کے وقتاً فوقتاً اُن کو زیر مطالعہ لایا جائے اس طرح علم و عمل میں بھی اضافہ ہو جاتا ہے۔ اور بے علم بھائیوں کی رہنمائی بھی ہو سکتی ہے۔ کیسے معلوم نہیں کہ دنیا کے تمام علوم میں سے مفید ترین علم علم دین ہے باقی علم کا منتہا قبر ہے۔ اور اس کے برعکس علوم دین کے امتحان کی ابتدا قبر ہے کتاب سہل زبان میں ہے۔ اور دقیق منطقی مسائل سے اجتناب کیا گیا ہے خورد و کلاں یکساں اس کتاب سے مستفید ہو سکتے ہیں۔ کتاب کی کتابت بہت اچھی ہے البتہ چھپائی ناقص ہے۔ کئی جگہ سے چربہ اُڑا ہوا ہے سرورق کے نیچے ایک مدرسہ اور اُس کے طلباء اساتذہ کی تصویر ہے۔ انسانی تصویر ہمارے ہاں ناجائز ہے۔ وہ بھی ایک دینی کتاب میں؟ ناشران کو پتہ نہیں اس اشتہار کی کیا سوجھی۔ کتاب کی افادیت قیمت کے مقابلہ میں بہت زیادہ ہے۔

جانشین شیخ التفسیر مدظلہ کی راولپنڈی میں تشریف آوری

مدرسہ فرقانیہ مدنیہ کرتار پورہ راولپنڈی کا عظیم الشان سالانہ "جلسہ" مورخہ ۳۰، ۳۱ اکتوبر یکم نومبر بروز جمعہ ہفتہ اتوار مدرسہ کے وسیع میدان میں بڑے اہتمام کیساتھ اور پُر رونق انداز میں منعقد ہو رہا ہے جس میں سفیر اسلام خطیب پاکستان قاضی احسان احمد شجاع آبادی مقرر بے بدل مولانا عبد الشکور دین پوری خطیب اسلام مولانا محمد اجمل لاہوری کے علاوہ خلف الصدق جامع شریعت و طریقت جانشین شیخ التفسیر مولانا عبید اللہ انور مدظلہ نائب امیر جمعیۃ علمائے اسلام اور بقیۃ السلف شیخ طریقت۔ عارف باللہ شیخ الحدیث مولانا نصیر الدین صاحب دامت برکاتہم غورغشتی اور مرشد العلماء سید الاتقیاء حضرت مولانا خان محمد صاحب دامت برکاتہم مسند افروز خانقاہ سراجیہ کندیاں تشریف لا کر متوسلین کو ارشادات عالیہ سے مستفیض فرمائیں گے مسلمانان مغربی پاکستان سے اس بابرکت اجتماع میں شرکت کی پُر زور اپیل ہے۔ مفصل پروگرام کا انتظار کیجئے

عبد الغفور اجمل ناظم نشر و اشاعت مدرسہ فرقانیہ کرتار پورہ راولپنڈی

دعائے مغفرت

دینی، علمی اور ادبی حلقوں میں یہ خبر انتہائی رنج و غم میں سنی جائے گی کہ حضرت مولانا سید اظہار الحق شاہ صاحب سہیل عباسی امروہوی خطیب جامع مسجد ٹوبہ ٹیک سنگھ ضلع لائل پور ایک عرصہ صاحب فراش رہنے کے بعد بروز چہار شنبہ ۱۴ اکتوبر ۶۴ء ایک بجے دوپہر انتقال فرما گئے ہیں شاہ صاحب مرنجانِ مرنج طبیعت کے حامل اور خلوص و تواضع کا ایک پیکر تھے فاضل دیوبند اور مکمل عالم دین ہونے کے علاوہ آپ عربی کے ایک بہترین شاعر بھی تھے۔ زہد و تقویٰ اور علم و عمل کا ایک ستون۔ مولانا عرصہ ۲۵ برس سے ٹوبہ میں فرائض سرانجام دے رہے تھے۔ جنازہ پر اتنا عظیم اجتماع تھا کہ ٹوبہ ٹیک سنگھ کی تاریخ میں اتنا بڑا اجتماع کبھی نہیں ہوا اور یہی علاقہ میں اُن کے محبوب اور ہر دلعزیز ہونے کا ایک بیّن ثبوت ہے۔ تمام حضرات سے التماس ہے کہ وہ مولانا علیہ الرحمۃ کے لئے دعائے مغفرت فرمائیں
غم زدہ۔ فانی مراد آبادی

تصحیح

قارئین کرام! ۱۶ اکتوبر ۶۴ء کی اشاعت ہفتہ وار خدام الدین صفحہ ۴ کالم ۳ میں المتقین کے بجائے المنفقین اور تذکرون کی جگہ یذکرون پڑھیں
(ادارہ)

از حضرت شیخ التفسیر رحمتہ اللہ علیہ

ارشاداتِ مجالسِ ذکر

مرتبہ: محمد مقبول عالم بی اے

ع — نہیں ملتے یہ گوہر بادشاہوں کے خزینوں میں

۵ر فروری ۱۹۴۸ء جمعرات

روحانی تعلق

اللہ والوں کو دیکھا، کہ اپنے وفات یافتہ رشتہ داروں کو بہت کم یاد کرتے تھے۔ لیکن جن سے روحانی تعلق تھا۔ انہیں بہت یاد کیا کرتے تھے۔ میرے حضرت کے ہاں ایک زمیندار شخص تھا۔ گاؤں کا چودھری۔ حاتم نام۔ یہ ۵۲ سال پہلے کا واقعہ ہے۔ وہ حضرت کا بڑا اطاعت گزار، اور عقیدت مند تھا۔ حضرت بھی بہت یاد کیا کرتے تھے۔ اپنی وفات سے پہلے آپ نے اطلاع دی۔ کہ عالم رویا میں ان کی بیوی آئی اور دور بیٹھ گئی۔ اور کہا۔ عالم بالا میں آپ کی آمد کا اعلان ہوا۔ تو ہم نے درخواست کی کہ ہمیں دنیا میں جاکر ایک دفعہ ملنے کی اجازت دی جائے۔ اس لئے ہم آئے ہیں۔ حضرت نے پوچھا، تمہارے پاس کون ہوتا ہے۔ کہا حاتم اور اس کے بعد کہا کہ احمد علی کی بیوی یعنی میری پہلی بیوی جو حضرت مولانا عبید اللہ سندھی کی لڑکی تھیں۔ دونوں کا نام لیا۔ غرض اللہ والوں کو اپنے رشتہ داروں سے بڑھ کر اپنی جماعت کے لوگوں سے محبت ہوتی ہے۔ جتنے قریبی رشتہ دار ہوں گے۔ اتنا ہی وہ فیض کم حاصل کریں گے۔ بیوی بچے وغیرہ بہت کم فیض حاصل کرتے ہیں۔ کیونکہ ان میں عقیدت ادب اور اطاعت نہیں ہوتی اللہ کی ہزار نافرمانیاں کریں۔ وہ غفور رحیم ہے۔ لیکن اللہ والوں کی ذرا سی ناراضگی طالب کے لیے موت ہوتی ہے۔ اس لیے اللہ سے زیادہ اللہ والوں سے ڈر لگتا ہے۔ کیونکہ ان کی طبیعت کے ملال سے روحانی تعلق کٹ جاتا ہے۔ مقصود اللہ والے نہیں بلکہ اللہ کی رضا ہوتی ہے لیکن چونکہ اللہ والوں کے ذریعے اللہ کی رضا حاصل ہوتی ہے۔ اس لیے ان سے محبت ہوتی ہے۔ جیسے گرمیوں کے دنوں میں ٹھنڈا گھڑا کتنا پیارا لگتا ہے۔ اسے سنبھال سنبھال کر ہوا میں رکھتے ہیں۔ حالانکہ مقصود گھڑا نہیں۔ پانی ہوتا ہے لیکن چونکہ پانی کو وہ ٹھنڈا کرتا ہے۔ اس لیے وہ پیارا لگتا ہے۔

میاں اصغر حسین صاحب دیوبندی دو برس ہوئے فوت ہوگئے ہیں۔ جب بھی یہاں آتے تھے اور مجھے ان کے پاس بیٹھنا ہوتا تھا۔ تو مؤدب چپ چاپ بیٹھتا تھا، کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ ہماری کسی بات سے انہیں ملال آئے۔ ایک دفعہ ڈیڑھ گھنٹہ بیٹھا رہا۔ کچھ نہیں بولا۔ ایک دفعہ کھانے میں شریک ہوا۔ باقی لوگ ہنسی مذاق میں مشغول تھے۔ مجھے انہوں خود چاول ڈال کر دیئے۔ اور روٹی خود توڑ کر آدھی خود لی اور آدھی مجھے دی۔ سالن بھی خود ڈال کر دیا۔ یہ شفقت تھی۔

چالیس برس اپنے حضرت کے جوتوں کی خاک کو آنکھوں کا سرمہ بنایا۔ اگر اور رہتے۔ تو ان کی خدمت ہی میں رہتے میری خواہش تو یہ تھی کہ ان کے ہاتھوں سے جنازہ اٹھے۔ تاکہ ہمیں بخشوا کر قبر میں رکھیں۔

۱۲ر فروری ۱۹۴۸ء جمعرات

اللہ کے نام کی تاثیرات

اللہ تعالےٰ کے نام میں بڑی تاثیرات ہیں۔ جو شخص اللہ تعالےٰ کا نام سیکھے اس کے وجود سے ان تاثیرات کا ظہور ہوتا ہے۔ ویسے تو اللہ کا نام سب جانتے ہیں۔ ہندو سکھ عیسائی بھی جانتے ہیں۔ لیکن اللہ کا نام لینا بھی سیکھا جاتا ہے۔

ایک تاثیر تو یہ ہے کہ اس سے حلال حرام کی تمیز حاصل ہوتی ہے۔ جیسے زبان کڑوے اور میٹھے کی تمیز کرتی ہے۔ اسی طرح ذاکر کو تمیز مل جاتی ہے کہ یہ حلال ہے یا حرام۔ حرام کا اثر فوراً اثر آتا ہے۔ اس سے لذت سلب ہو جاتی ہے۔ اور فوراً احساس ہوتا ہے غرض کھانے پینے کی تمیز حاصل ہوتی ہے کہ کونسی چیز کھانی ہے۔ اور کون سی نہیں کھانی۔

دوسری تاثیر یہ ہے کہ اشخاص کی تمیز حاصل ہوتی ہے۔ اللہ والوں کے پاس بیٹھیں گے۔ تو فرحت و سرور حاصل ہو گا۔ دل یاد الٰہی کی طرف متوجہ ہو گا۔ اور اگر غافل کے پاس بیٹھیں گے تو طبیعت میں انقباض پیدا ہو گا۔ یہ تمیز بھی اللہ کے نام لینے سے حاصل ہوتی ہے۔ غافل اندھا ہے۔ اسے کچھ پتہ نہیں لگتا۔ ذاکر کے پاس بیٹھے خواہ غافل کے پاس بیٹھے۔ اس کے لیے دونوں برابر ہیں۔ جیسے اندھا۔ اس کے سامنے کوئی خوبصورت بیٹھے۔ تو اس سے لطف اندوز نہیں ہوتا۔ اور بدصورت بیٹھے تو کراہیت پیدا نہیں ہوتی۔ غرض اللہ کا نام بکثرت لینے سے جیسے کھانے پینے کی تمیز حاصل ہوتی ہے، کہ کیا کھانا ہے اور کیا پینا ہے۔ اسی طرح اشخاص کی تمیز ہوتی ہے کہ کس کے پاس بیٹھنا ہے اور کس کے پاس نہیں بیٹھنا۔ پھر مکان کی تمیز ہوتی ہے کہ کہاں بیٹھنا ہے اور کہاں نہیں بیٹھنا۔ جہاں بیٹھنے سے طبیعت میں سرور آئے۔ ذاکر وہاں بیٹھے گا اور جہاں غفلت طاری ہو۔ ذاکر وہاں نہیں بیٹھے گا۔

۲۶ر فروری ۱۹۴۸ء جمعرات

قوتِ قلبی

باطن کی بیماریوں میں سے ایک قوت قلبی ہے۔ یعنی دل کا اس قدر سخت ہو جانا کہ اللہ کے نام اور اللہ کے کلام کا ذرا اثر نہ ہو۔ اس حالت میں دل بالکل بے حس ہو جاتا ہے۔ جیسے گنواروں کے پاؤں ننگے چلنے کی وجہ سے بے حس ہو جاتے ہیں۔ انہیں کانٹے چبھ جائیں تو درد نہیں ہوتی۔ پاؤں کا تلوہ سخت ہو جاتا ہے۔ بلکہ مر جاتا ہے۔ اسی طرح دل بھی سخت ہو کر مر جاتا ہے۔ کہ اللہ کے نام

(باقی صفحہ ۲ پر)

بقیہ :۔ مجلس ذکر

کو کلمہ لا الٰہ الا اللہ سے تازہ رکھا کرو۔ ایمان کی سلامتی اور حفاظت کے لئے مستقل مزاجی بہت ضروری ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں وہ عمل مقبول ہے جو ہمیشہ ہو چاہے تھوڑا ہو۔ حضرتؒ فرمایا کرتے تھے ایک ایک قطرہ پتھر پر گرتے رہنے سے پتھر میں بھی سوراخ ہو جاتا ہے اسی طرح تھوڑا تھوڑا ذکر اللہ ہمیشہ کرنے سے نور ایمان میں زیادتی ہوتی جائیگی۔ جس طرح آپ فرض نمازوں کے ساتھ نفل نمازیں پڑھتے ہیں اسی طرح فرضی روزوں کے ساتھ نفلی روزے بھی رکھیں۔ حرام و مشتبہ مال سے بچیں۔ اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ آپ کو عبادت و ذکر الٰہی میں لطف و سرور حاصل ہوگا۔ اگر کوئی گناہ ہو گیا تو طبیعت فوراً ملامت کرے گی اور جب تک توبہ نہ کر لی اطمینان نہ ہوگا۔ نیکی کرنے سے طبیعت ہشاش بشاش ہوگی جس طرح نہانے سے طبیعت خوش ہوتی ہے۔ حضرتؒ فرمایا کرتے تھے کہ جو لوگ اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتے ہیں۔ اپنے فرائض کو ادا کرتے ہیں اُن پر خدا کی رحمت اور جو عبادتِ الٰہی سے محروم ہیں اُن کی کوٹھی پر اللہ کی لعنت' ان کی کار پر اللہ کی لعنت۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو زکوٰۃ فرض ہونے کے بعد زکوٰۃ نہ دے اور جو حج فرض ہونے کے بعد حج نہ کریں وہ چاہے یہودی ہو کر مرے چاہے نصرانی ہو کر مرے ہمیں اس کی کوئی پروا نہیں۔

محترم حضرات! ہمیں اپنے گھروں کو ذکر اللہ سے منور کرنا چاہئے۔ اب سردیاں آگئی ہیں رات کو اٹھ کر خوب عبادت الٰہی کریں۔ اللہ کے سامنے گڑگڑائیں۔ اور دنیوی اور اخروی کامیابی حاصل کریں۔ کافروں کی طرح زندگی بسر نہ کریں۔ بیوی بچوں کی پرورش کیلئے رزق حلال کی تلاش کریں۔ نیت یہ ہو کہ اللہ تعالےٰ راضی ہو جائے۔ ان کو بھی عبادت اور ذکر اللہ کی طرف لگائیں۔ ہر برائی اور بے حیائی سے پرہیز کریں۔ اللہ تعالےٰ سے عبادت کی توفیق اور ایمان کی سلامتی کے لئے دعا کرتے رہیں۔ اور اپنی زبان کو ذکر اللہ سے تر رکھیں۔ کثرت سے کلمہ لا الٰہ الا اللہ پڑھتے رہیں۔

اللہ تعالےٰ ہم سب کو عمل کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

واخر دعوانا ان الحمد للہ رب العٰلمین۔

٭ ٭ ٭

تنظیم اہلسنت لاہور کا

سالانہ انتخاب

۲۱ر اکتوبر بروز منگل تنظیم اہلسنت لاہور کی سالانہ میٹنگ بصدارت مولانا محمد طفیل صاحب جامعہ مسجد متصل جامعہ اشرفیہ نیلا گنبد میں منعقد ہوئی۔ مندرجہ ذیل عہدے داروں کا انتخاب بالاتفاق عمل میں آیا۔

سرپرست :۔ حضرت مولانا مفتی جمیل احمد صاحب تھانوی اور حضرت مولانا محمد طفیل صاحب۔

صدر :۔ حضرت مولانا محمد اجمل صاحب خطیب جامع مسجد رحمانیہ لاہور۔

نائب صدر :۔ صاحبزادہ مولانا عبدالرحمٰن صاحب نائب مہتمم جامعہ اشرفیہ لاہور

ناظم :۔ خواجہ ابوبکر اویس احمد شبلی (کرشن نگر لاہور)

نائب ناظم :۔ مولانا مولوی محمد نذیر صاحب مدرس جامعہ مدنیہ لاہور

خازن :۔ حضرت مولانا محمد طفیل صاحب سرپرست تنظیم ہذا

ناظم اعلیٰ کا انتخاب آئندہ کسی میٹنگ پر ملتوی رکھا گیا کیونکہ سابق ناظم اعلیٰ مولانا محمد الیاس صاحب اسلامی یونیورسٹی بہاولپور تشریف لے گئے ہوتے تھے۔ صدر محترم نے حضرت علامہ خالد محمود صاحب سے گزارش کی کہ جب تک ناظم اعلیٰ کا انتخاب عمل میں نہیں آتا ناظم اعلےٰ کے اختیارات علامہ صاحب ہی سنبھالیں لیے حضرت علامہ صاحب نے اس عبوری دور کے لئے قبول فرمایا میٹنگ کے بعد صدر محترم نے راقم محمد صدیق کھوکھر نائب مدیر ہفت روزہ دعوت کو ناظم نشر و اشاعت نامزد فرمایا۔

محمد صدیق کھوکھر
ناظم نشر و اشاعت تنظیم اہلسنت لاہور

پروگرام

حضرت مولانا عبیداللہ انور صاحب

- روانگی یکم نومبر ۱۹۶۴ء بروز اتوار صبح بذریعہ ریل کار برائے راولپنڈی مدرسہ دارالعلوم فرقانیہ کرتار پورہ میں بعد نماز مغرب مجلس ذکر ہوگی رات کو بعد نماز عشاء سالانہ جلسہ کی صدارت فرمائینگے۔
- بروز پیر ۲ر نومبر محلہ امام باڑہ مسجد قاضی امام دین میں بعد نماز مغرب مجلس ذکر بعد نماز عشاء مدرسہ انوار الاسلام کے سالانہ جلسہ کی صدارت فرمائیں گے۔ جلسہ ۲۔۳ر نومبر دو روز ہوگا۔ ملک کے نامور علماء کرام اپنے مواعظ حسنہ سے محظوظ فرمائیں گے۔
- بروز منگل ۳ر نومبر کو واپسی برائے لاہور

(حاجی بشیر احمد)

اکثر حضرات چندہ بھیجتے وقت یا خط و کتابت کرتے وقت خریداری نمبر کا مطلقاً حوالہ نہیں دیتے ان کی خدمت میں گذارش ہے کہ بغیر خریداری نمبر کے اُن کی ڈاک کی تعمیل نہیں ہو سکے گی۔ نیز وی پی نہیں ارسال کیا جاتا۔

خدا کے پسندیدہ لوگ | خدا کے ناپسندیدہ لوگ

مرتبہ جماعت حفاظ بورسٹل [illegible]

خدا کے پسندیدہ لوگ

(۱) پارہ ۲ سورۃ بقر آیت ۱۹۵ اِنَّ اللہَ یُحِبُّ الْمُحْسِنِیْنَ ○
" " " " " اللہ تعالیٰ نیکی کرنیوالوں کو دوست رکھتا ہے

(۲) " ۲ " " " ۲۲۲ اِنَّ اللہَ یُحِبُّ التَّوَّابِیْنَ وَیُحِبُّ الْمُتَطَہِّرِیْنَ
اللہ تعالیٰ توبہ کرنے والوں اور پاک صاف
" " " " " رہنے والوں کو دوست رکھتا ہے۔

(۳) " ۳ سورۃ آل عمران ۶۸ وَاللہُ وَلِیُّ الْمُؤْمِنِیْنَ ○
" " " " " اللہ ایمان والوں کو دوست رکھتا ہے

(۴) " ۴ " " ۱۴۶ وَاللہُ یُحِبُّ الصّٰبِرِیْنَ
" " " " " اللہ تعالیٰ صبر کرنیوالوں کو دوست رکھتا ہے

(۵) " ۴ " " " ۱۵۹ اِنَّ اللہَ یُحِبُّ الْمُتَوَکِّلِیْنَ
اللہ تعالیٰ توکل کرنے والوں کو
" " " " " دوست رکھتا ہے۔

(۶) " ۶ سورۃ المائدہ ۴۲ اِنَّ اللہَ یُحِبُّ الْمُقْسِطِیْنَ
" " " " " اللہ تعالیٰ انصاف کرنیوالوں کو دوست رکھتا ہے

(۷) " ۱۰ سورۃ توبہ ۷ اِنَّ اللہَ یُحِبُّ الْمُتَّقِیْنَ ○
" " " " " اللہ تعالیٰ پرہیزگاروں کو دوست رکھتا ہے

(۸) " ۱۱ ۱۰۸ وَاللہُ یُحِبُّ الْمُطَّہِّرِیْنَ ○
اللہ تعالیٰ پاک صاف رہنے والوں
" " " " " کو دوست رکھتا ہے۔

خدا کے ناپسندیدہ لوگ

(۱) پارہ ۲ سورۃ البقر آیت ۱۹۰ اِنَّ اللہَ لَا یُحِبُّ الْمُعْتَدِیْنَ ○
اللہ تعالیٰ زیادتی کرنیوالوں
" " " " " " کو دوست نہیں رکھتا۔

(۲) " ۲ " " " ۲۰۵ وَاللہُ لَا یُحِبُّ الْفَسَادَ ○
اللہ تعالیٰ فساد
" " " " " " کو دوست نہیں رکھتا۔

(۳) " ۳ " " " ۲۷۶ وَاللہُ لَا یُحِبُّ کُلَّ کَفَّارٍ اَثِیْمٍ
اللہ تعالیٰ ہر ناشکرے گنہگار کو
" " " " " " دوست نہیں رکھتا۔

(۴) " ۳ سورۃ آل عمران ۳۲ فَاِنَّ اللہَ لَا یُحِبُّ الْکٰفِرِیْنَ
" " " " " اللہ تعالیٰ کافروں کو دوست نہیں رکھتا

(۵) " ۳ " " " ۵۷ وَاللہُ لَا یُحِبُّ الظّٰلِمِیْنَ
" " " " " اللہ تعالیٰ ظالموں کو دوست نہیں رکھتا

(۶) " ۵ سورۃ النساء ۳۶ اِنَّ اللہَ لَا یُحِبُّ مَنْ کَانَ مُخْتَالًا فَخُوْرًا
اللہ تعالیٰ متکبر اور شیخی خورا
" " " " " " کو دوست نہیں رکھتا

(۷) " ۵ " ۱۰۷ اِنَّ اللہَ لَا یُحِبُّ مَنْ کَانَ خَوَّانًا اَثِیْمًا
اللہ تعالیٰ خیانت کرنے والوں
" " " " " " کو دوست نہیں رکھتا۔

(۸) " ۱۰ سورۃ الانفال ۵۸ اِنَّ اللہَ لَا یُحِبُّ الْخَائِنِیْنَ
اللہ تعالیٰ عہد شکنی کرنے والوں
" " " " " " کو دوست نہیں رکھتا۔

نوٹ :- دعا ہے کہ خدا ہمیں بھی اپنے پسندیدہ
لوگوں میں شامل فرمائے ــــــ آمین۔

۳۰ر اکتوبر ۱۹۶۴ء

رجسٹرڈ ایل نمبر ۶۰۴۷

The Weekly "KHUDDAMUDIN"

LAHORE (PAKISTAN)

فون ۶۷۵۴۵

چیف ایڈیٹر عبید اللہ انور

منظور شدہ محکمۂ تعلیم (۱) لاہور بحکم بذریعہ چٹھی نمبری G / ۱۶۳۳۱ مورخہ ۳ مئی ۱۹۵۶ء (۲) پشاور بحکم بذریعہ چٹھی نمبری T.B.C-۲۷۳۰-۲۴۸۱ مورخہ ۷ ستمبر ۱۹۵۶ء

... دفتر خدام الدین شیرانوالہ گیٹ لاہور سے شائع ہوا۔